﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآء☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحمُوداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۲۳؍جون ۲۰۰۰ء شمارہ ۲۵

۲۰؍ربیع الاول ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۲۳؍احسان ۱۳۷۹ ہجری شمسی

اندیشوں کے مبدل بہ امن ہونے کے لئے دعا

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے روز ہم نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہمیں کوئی دعا بتائیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہاں دعا کرو:

اَللّٰھُمَّ استُر عَورَاتِنَا وَاٰمِن رَوعَاتِنَا

اے اللہ ہمارے عیب ڈھانک دے اور ہمارے اندیشوں کو امن میں تبدیل فرمادے۔ (مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خدا یابی اور خدا شناسی کے لئے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤں میں لگا رہے

ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اس کے تکلفات کو چھوڑتا ہے

"خدایابی اور خداشناسی کے لئے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤں میں لگا رہے۔ زنانہ حالت اور بزدلی سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس راہ میں مردانہ قدم اٹھانا چاہئے۔ ہر قسم کی تکلیفوں کے برداشت کرنے کو تیار ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کو مقدم کرلے اور گھبرائے نہیں پھر امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری کرے گا اور اطمینان عطا فرمائے گا۔ ان باتوں کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان تزکیۂ نفس کرے۔ جیسا کہ فرمایا ہے قَد اَفلَحَ مَن زَکّٰھَا"۔ (الحکم جلد ۹ مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۹)

"یہ تو سچ ہے کہ دین سہل ہے مگر ہر نعمت مشقت کو چاہتی ہے۔ بایں اسلام نے تو ایسی مشقت بھی نہیں رکھی۔ ہندوؤں میں دیکھو کہ ان کے جوگیوں اور سنیاسیوں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ کہیں ان کی کمریں ماری جاتی ہیں، کوئی ناخن بڑھاتا ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں رہبانیت تھی۔ اسلام نے ان باتوں کو نہیں رکھا بلکہ اس نے یہ تعلیم دی قَد اَفلَحَ مَن زَکّٰھَا یعنی نجات پا گیا وہ شخص جس نے تزکیۂ نفس کیا یعنی جس نے ہر قسم کی بدعت، فسق و فجور، نفسانی جذبات سے خدا تعالیٰ کے لئے الگ کرلیا اور ہر قسم کی نفسانی لذات کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی راہ میں تکالیف کو مقدم کرلیا۔ ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اس کے تکلفات کو چھوڑتا ہے"۔ (الحکم جلد ۱۰ مورخہ ۱۷؍جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

"نہایت امن کی راہ یہی ہے کہ انسان اپنی غرض کو صاف کرے اور خالصتاً وجہ اللہ کی طرف دوڑے۔ اس کے ساتھ اپنے تعلقات کو صاف کرے اور بڑھائے اور وجہ اللہ کی طرف دوڑے۔ وہی اس کا مقصود اور محبوب ہو اور تقویٰ پر قدم رکھ کر اعمال صالحہ بجا لاوے پھر سنت اللہ اپنا کام آپ کرے گی۔ اس کی نظر نتائج پر نہ ہو بلکہ نظر تو اسی ایک نقطہ پر ہو۔ اس حد تک پہنچنے کے لئے اگر یہ شرط ہو کہ وہاں پہنچ کر سب سے زیادہ سزا ملے گی تب بھی اسی کی طرف جاوے یعنی کوئی ثواب یا عذاب اس کی طرف جانے کا اصل مقصد نہ ہو محض خدا تعالیٰ ہی اصل مقصد ہو۔ جب وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اس کی طرف آئے گا اور اس کا قرب حاصل ہوگا تو یہ وہ سب کچھ دیکھے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی کبھی نہ گزرا ہوگا اور کشوف اور خواب تو کچھ چیز ہی نہ ہونگے۔ پس میں تو اس راہ پر چلانا چاہتا ہوں اور یہی اصل غرض ہے۔ اسی کو قرآن شریف میں فلاح کہا گیا ہے۔ قَد اَفلَحَ مَن زَکّٰھَا"۔

(الحکم جلد ۱۰ مورخہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

انسان کو چاہئے کہ نماز میں ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا تعالیٰ سے بہت مانگے اور بہت توبہ استغفار کرے

نماز کی اہمیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح نماز پڑھنی سکھائی اور اس تعلق میں قدم قدم پر دعائیں سکھائیں ان کا احادیث نبویہ کے حوالے سے تذکرہ اور احباب کو نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۹؍جون ۲۰۰۰ء)

(جرمنی (۹؍جون ۲۰۰۰ء) :سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ بادکروئزناخ، جرمنی میں پڑھایا جہاں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کا آج سے آغاز ہو رہا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۱۱ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ آج چونکہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے اس لئے جو بھی خدام سن رہے ہیں وہ توجہ دیں کیونکہ آج نماز کی اہمیت سے متعلق خطبہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جس طرح نماز پڑھائی سکھائی اور قدم قدم پر دعائیں سکھائیں اس کا ذکر ہوگا۔ اسکے بعد حضور ایدہ اللہ نے مختلف احادیث نبویہ پیش کرتے ہوئے اس مضمون کو بیان فرمایا۔

آنحضرت ﷺ نے اذان کے بعد کی جو دعا سکھائی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا کرے تو اس کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت جائز ہوگی۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت ام سلمہؓ کو مغرب کی اذان کے وقت ایک دعا کرنے کی تعلیم دی۔ اس دعا میں یہ ذکر ہے کہ اے اللہ یہ تیری رات کی آمد اور دن کی واپسی کا وقت ہے اور یہ تجھے پکارنے والوں کی آوازیں ہیں پس تو مجھے معاف فرما۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن کو امین بنایا گیا ہے۔ اے اللہ! تو اماموں کو ہدایت پر قائم رکھ اور مؤذنوں کی مغفرت فرما۔ اسی طرح حضور اکرمؐ نے نماز کے لئے جاتے وقت کی یہ دعا سکھائی کہ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرنے والوں اور اپنے پیچھے چلنے والوں کے حق میں سوال کرتا ہوں کہ میں شر اور تکبر اور ریاء اور تکلیف پہنچانے کی غرض سے نہیں نکلا۔ میں تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا کا طالب ہو کر نکلا ہوں۔ میں تجھ سے اس بات کا طالب ہوں کہ مجھے آگ کے عذاب سے بچا اور میرے گناہ بخش دے کیونکہ صرف تو ہی گناہ بخش سکتا ہے۔ حضور نے وضو کے وقت کی دعا بھی پڑھ کر سنائی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر یہ دعا کی تو جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دئے جائیں گے وہ جس میں سے چاہے اس میں سے داخل ہو۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

فضولیوں سے بچئے (۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متبعین کو خاص طور پر فضولیوں سے اپنے تئیں بچانے کی تاکید فرمائی ہے۔ ایک موقعہ پر آپؑ نے ان فضولیوں کی مختصر وضاحت بھی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اور فضولیوں سے اپنے تئیں بچاؤ یعنی بیاہوں، شادیوں میں اور طرح طرح کی عیاشی کی جگہوں میں اور لڑکا پیدا ہونیکی رسوم میں جو اسراف سے مال خرچ کیا جاتا ہے اس سے اپنے تئیں بچاؤ"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

ہر ملک میں بلکہ ہر قوم اور قبیلے میں شادی بیاہ اور دیگر خوشی غمی کے مواقع پر مختلف قسم کی رسومات رائج ہیں۔ اگر ان رسومات کا ایک صاف اور روشن دماغ کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے اکثر رسمیں فضول، غیر معقول اور بیہودہ ہیں اور یہ رسمیں ان معاشروں کے گلے کا طوق بن کر رہ گئی ہیں۔ بعض صورتوں میں ان رسوم کی ادائیگی پر بھاری اخراجات اٹھتے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے نتیجہ میں قرضوں تلے بھی دب جاتے ہیں۔ اسلام اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ان تمام فضول اور بیہودہ رسوم اور رواجوں سے بچا کر ہمارے بوجھوں کو ہلکا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور اکرمؐ کے متعلق فرمایا کہ یہ وہ نبی ہے جو تم سے تمہارے بوجھ اتارتا ہے اور ان طوقوں کو بھی جو تمہاری گردنوں میں ہے۔ اسلام ہر قسم کے اسراف اور تبذیر سے روکتا ہے اور اپنے تمام کاموں میں معقولیت اور توازن اور اعتدال کو اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ لوگ کھانے پینے میں دعوتوں میں بھی حد سے تجاوز کرتے ہیں مگر ارشاد ربانی ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْن ۔ تم بے شک کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو۔ یقیناً وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ دنیا میں کتنے ہی لوگ ہیں جو نام و نمود کے لئے اپنے طرز بود و باش اور آرائش و زیبائش پر اپنی استطاعت سے بڑھ کر اور حد اعتدال سے تجاوز کرتے ہوئے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے اموال میں محروموں کا بھی حق ہے۔ ان کے پڑوس میں، ان کے شہر میں کتنے ہی لوگ ایسے بستے ہیں جو دو وقت کی روٹی اور ننگے بدن کو ڈھانپنے کے لئے کپڑے کو ترستے ہیں مگر عیش و عشرت میں منہمک لوگ ان سے آنکھیں پھیر کر فضول مشغلوں میں اپنی دولت بہاتے چلے جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ روحانی اور جسمانی پیدائشوں کو بالمقابل بیان کر کے پہلے روحانی پیدائش کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ مومن کامیاب ہو گئے جو اوّل اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں اور پھر اس سے ترقی کر کے وہ اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں کہ ہر قسم کی فضول اور بے فائدہ باتوں سے پرہیز کرنے لگ جاتے ہیں۔ یعنی وہ ان تمام کاموں سے اجتناب اختیار کرتے ہیں جن کا کوئی عقلی فائدہ نظر نہ آتا ہو۔ مثال کے طور پر شطرنج ہے، تاش ہے یا اور اس قسم کی کئی کھیلیں ہیں جن سے وقت ضائع ہوتا ہے۔ اسلام ہر مومن کو یہ ہدایت دیتا ہے کہ وہ اس قسم کے لغو کاموں سے بچے اور شطرنج یا تاش یا اس قسم کی دوسری کھیلوں میں حصہ لے کر اپنے وقت کو ضائع نہ کرے۔......... یا مثلاً مجالس میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا ہے یہ بھی لغو ہے۔ یا مثلاً بیکار زندگی بسر کرنا ہے۔ یہ بھی لغو ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ سارا دن بیکار بیٹھے دوستوں کی مجلس میں گپیں ہانکتے رہتے ہیں اور اس بات کی ذرہ پروا نہیں کرتے کہ وہ اپنے اوقات کا کس بے دردی کے ساتھ خون کر رہے ہیں۔ ایک شخص کا باپ مر جاتا ہے اور وہ اپنے پیچھے بہت بڑی جائیداد چھوڑ جاتا ہے۔ اب لڑکے کا کام صرف یہی رہ جاتا ہے کہ وہ سارا دن اپنے دوستوں کی مجلس میں بیٹھا رہتا ہے۔......... اسلام اس قسم کے کاموں کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ وہ فرماتا ہے، مسلمان ہمیشہ لغو کاموں سے بچتے اور احتراز کرتے ہیں۔ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے اور کوئی ایسا کام ان کو نہیں کرنا چاہئے جن کا کوئی عقلی فائدہ نہ ہو اور جس سے زندگی بے کار ہو جاتی ہو۔ وہ شخص جو اپنے ماں باپ کی کمائی کھاتا ہے اور خود کوئی کام نہیں کرتا آخر اسے سوچنا چاہئے کہ اس کی زندگی کا اسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ یا اس کی قوم کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہ چیز تو ایسی ہے جس کا اس کی ذات کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا، اس کی قوم کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اور دنیا کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ یہ زندگی کو محض بیکاری اور عیاشی میں ضائع کرنا ہے۔ اور اسلام اس قسم کی بیکار زندگی کی اجازت نہیں دیتا.........۔

اس ضمن میں رسول کریم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ مرد زیور نہ پہنیں، وہ ریشم استعمال نہ کریں۔ اسی طرح سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ عورتوں کے زیور حرام نہیں مگر ان کے لئے بھی عام حالات میں رسول کریم ﷺ نے زیورات کو ناپسند فرمایا ہے۔ گو اس وجہ سے کہ وہ مقام زینت ہیں زیورات کا استعمال ان کے لئے جائز ہے مگر اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ زیورات پر اس قدر خرچ کیا جائے کہ ملک کی اقتصادی حالت کو نقصان پہنچ جائے یا نہیں اس قدر زیورات بنوا کر دئے جائیں کہ ان میں تفاخر کی روح پیدا ہو جائے یا اس کے نتیجہ میں لالچ اور حرص کا مادہ ان میں بڑھ جائے۔ ان کے لئے زیورات کی اجازت ہے مگر ایک حد کے اندر۔ لیکن مردوں کے لئے زیورات کا استعمال قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح وہ برتن جو سونے چاندی کے ہوں ان کا استعمال بھی رسول کریم ﷺ نے ممنوع قرار دیا ہے۔

اس ضمن میں وہ اشیاء بھی آجاتی ہیں جو عام طور پر محض زینت یا تفاخر کے لئے امراء اپنے مکانوں میں رکھتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنی کوٹھیوں کی زینت کے لئے ایسی ایسی چیزیں خرید لیتے ہیں جن کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ مثلاً بعض لوگ چینی کے پرانے برتن خرید کر اپنے مکانوں میں رکھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایک بڑی قیمتی چیز خریدی ہے.........۔ اسلام کے نزدیک یہ سب لغو چیزیں ہیں اور ان میں کوئی حقیقی فائدہ نہیں۔ کیونکہ صرف دولت کے اظہار کے لئے لوگ ان چیزوں کو خریدتے اور اپنے روپیہ کو برباد کرتے ہیں.........۔

آج کل کے لحاظ سے سینما اور تھیٹر وغیرہ بھی اس حکم کے نیچے آجائیں گے کیونکہ سینما اور تھیٹروں وغیرہ پر بھی ملک کی دولت کا ایک بڑا حصہ ضائع ہوتا ہے۔......... لیکن اسلام قطعی طور پر ان تمام چیزوں کو جو بنی نوع انسان کے لئے مفید نہیں بند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم ان کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اگر اسلام کے ان احکام پر پوری طرح عمل کیا جائے تو امراء کی ظاہری حالت بھی ایک حد تک مساوات کی طرف لوٹ آئے کیونکہ ناجائز کمائی کا ایک بڑا محرک ناجائز اور بے فائدہ اخراجات ہی ہوتے ہیں۔

اسی طرح هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ میں اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ حقیقی مومن صرف لغو کاموں سے ہی نہیں بچتے بلکہ لغو خیالات سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں"۔ (تفسیر کبیر زیر سورۃ المومنون)

الغرض کئی قسم کی فضولیات ہیں جو دنیا کے مختلف حصوں میں، مختلف معاشروں میں رائج ہیں۔ ان سب کا تو شمار ممکن نہیں۔ ہر ایک اپنے نور فراست سے ان فضولیوں سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ ایک ایسی ہی فضول رسم جو مغربی معاشرہ کی تقلید میں ساری دنیا میں وبا کی صورت میں پھیل چکی ہے اور بدقسمتی سے مسلمان بھی اس سے بچ نہیں سکے وہ سالگرہ یا برتھ ڈے (یوم پیدائش) منانے کی رسم ہے۔ اس کے علاوہ آج کل کی فضولیوں میں مختلف قسم کی فلموں اور گانوں کی بے مقصد آڈیوز، ویڈیوز اور CD کیسٹس پر بے شمار خرچ ہے۔ بلاضرورت فون اور موبائل فون اور انٹرنیٹ کا بکثرت اور بیجا استعمال بھی ان فضولیوں میں شامل ہے جو قوم کے کردار کو ناقص بنانے اور لوگوں کی دولت کے ضیاع کا موجب ہے۔ امیر قوموں کے امیر افراد اگر ایسی عیاشیوں میں مبتلا ہیں تو ان کے بد اثرات بھی ان کی سوسائٹی میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ دولت کی فراوانی اور عیش پرستی نے ان میں کئی اخلاقی ہی نہیں جسمانی بیماریاں بھی پیدا کر دی ہیں۔ مختلف قسم کی نشہ آور اشیاء کا استعمال، جنسی بے راہ روی کا سیلاب، بڑھتے ہوئے جرائم اور خودکشی کے واقعات میں اضافہ دولت کے ناجائز استعمال اور عیاشیوں اور عیش پرستیوں کا ہی نتیجہ ہیں۔ یہ اس زمانہ کی وہ مہلک زہریں ہیں جن سے اپنے تئیں بچانا ہماری بقا کے لئے اور دنیا میں حقیقی امن کے قیام کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو نہ صرف ہر قسم کی فضولیوں سے اپنے تئیں بچانے کی تعلیم دی بلکہ ان سے بچ کر اپنی رقوم اور استعدادوں کو بہتر مصرف میں لانے کی راہ بھی بتائی۔ آپ فرماتے ہیں:

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے۔ اور بہر حال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام ان لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں"۔ (کشتی نوح)

زکوٰۃ و صدقات اور اغراض دینیہ کے لئے مالی قربانی کے نتیجہ میں تزکیۂ نفس حاصل ہوگا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد ہم نے باندھا ہے اسے اپنے عملی نمونہ سے سچا کر دکھانے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل اور روح القدس کا انعام حاصل ہوگا۔ اموال و نفوس میں برکت پڑے گی اور کئی قسم کی مادی و روحانی آفات و مصائب سے نجات حاصل ہوگی۔ ان انعامات میں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ روح القدس کا انعام ملے گا۔ خدا تعالیٰ کے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف نصیب ہوگا۔ سچی رؤیا و کشوف صحیحہ اور الہام الٰہی سے حصہ ملے گا۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے آپ کے ساتھ ہونگے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: "یہ انعام ان لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں"۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس تعلیم پر صدق دل اور خلوص نیت سے عمل کرنے کی توفیق بخشے تا ہم پورے طور پر منعمین علیھم کی اس جماعت میں داخل ہو کر خدائے رحمان و رحیم کے تمام انعامات سے دائمی حصہ پانے والے ہوں۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے باہر نکلنے کی دعا اور رکوع اور سجدہ کی دعاؤں کا بھی ذکر فرمایا۔ آنحضرت ﷺ سے نماز کے بعد بھی مختلف دعائیں پڑھنی مروی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ آپ یہ سب دعائیں ہر نماز کے بعد پڑھتے ہوں۔ نماز کے بعد کئی مختصر دعائیں آپ پڑھا کرتے تھے کبھی کوئی اور کبھی کوئی۔

حضور ایدہ اللہ نے احادیث کے حوالہ سے قیام اللیل سے پہلے کی دعا اور سجدۂ تلاوت کے وقت کی دعا اور وتروں کی دعاؤں کا بھی ذکر فرمایا۔ اور آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات دعا سے متعلق پڑھ کر سنائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے اور اس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہئے۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ نماز میں انسان ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا تعالیٰ سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اعتراف کرے تاکہ تزکیہ نفس ہو جائے۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

رقم فرمودہ: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انسانی دماغ بھی اللہ تعالیٰ نے عجیب بنایا ہے۔ کئی کئی حالتوں سے وہ گزرتا ہے۔ ایک وقت فلسفہ کے دلائل اسے الجھا رہے ہوتے ہیں تو دوسرے وقت وجدان کی ہوائیں اسے اڑا رہی ہوتی ہیں۔ ایک وقت علم کے غوامض اسے نیچے کی طرف کھینچ رہے ہوتے ہیں تو دوسرے وقت عشق کی بلندیاں اسے اوپر اٹھا رہی ہوتی ہیں۔ انہی حالتوں میں سے ایک حالت مجھ پر طاری تھی۔ میں رسول کریم ﷺ کی زندگی پر غور کر رہا تھا۔ میری عقل اس کی حد بندی کرنا چاہتی تھی کہ میرا دل میرے ہاتھوں سے نکلنے لگا۔ اس بحر ناپیدا کنار کی شناوری نے میری فکر کو سب قیود سے آزاد کر دیا۔ اور وہ زمانہ اور مکان کی قید سے آزاد ہو کر اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر پرواز کرنے لگا۔

آسمان کے لئے رحمت

میری نگاہ آسمانوں کی طرف گئی اور میں نے روشن سورج اور چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھا۔ وہ کیسے خوش منظر تھے۔ وہ کیسے لبھانے والے تھے۔ ان کی ہر شعاع محبت کی چمک سے درخشاں تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے جھلملیوں سے کوئی معشوق محو نظارہ ہے۔ میرا دل اس نظارے کو دیکھ کر بے تاب ہو گیا۔ مجھے اس روشنی میں کسی کی صورت نظر آتی تھی۔ کسی ازلی ابدی معشوق کی۔ جو سب حسنوں کی کان ہے۔ مجھ پر بالکل اسی کی سی حالت طاری تھی جس نے کہا ہے۔

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

نہ معلوم میں اس خیال میں کب تک محو رہتا کہ میں نے عالم خیال میں دیکھا کہ سورج کی روشنی زرد اور دھیمی پڑنے لگی۔ چاند اور ستارے مٹتے ہوئے معلوم ہونے لگے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ وجود جو ان کی چمک دمک کا باعث تھا ناراض ہو کر پیچھے ہٹ گیا ہے اور جھروکہ جھانکنے والے کے چہرہ کے نور سے محروم ہو گیا ہے۔ وہ زندہ نظر آنے والے کرّے بیجان مٹی کے ڈھیر نظر آنے لگے۔ میں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے؟ کہ میری نظر نیچے کی گہرائیوں میں اپنے ہم جنس انسانوں پر پڑی۔ میں نے دیکھا ہزاروں لاکھوں بظاہر عقلمند نظر آنے والے انسان سر کے بل گرے ہوئے یا گھٹنے ٹیک کر بیٹھے ہوئے گڑگڑا گڑگڑا کر اور رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے اے سورج دیوتا! مجھ پر نظر کر۔ میرے اندر میرے گھر کو اپنی شعاؤں سے منور کر۔ میری بیوی کی بے اولاد گود کو اولاد سے بھر دے۔ اور میرے دشمنوں کو تباہ کر۔ کوئی کہتا اے چندرماتا! میری تاریکی کی گھڑیوں کو اپنے نور سے روشن کر اور غموں اور رنجوں کو ہمارے گھر سے دور کر۔ کوئی کہتا اے ستارو! تم خوشیوں کا موجب اور میری راحتوں کا منبع ہو۔ اے زہرہ! تو محبت سے ہمارے گھروں کو بھر دے۔ اور ہمارے پیاروں کے دل ہماری طرف پھیر دے اور اے مریخ! تو ہم پر ناراض نہ ہو اور مصیبتوں کی گھڑیاں ہم پر نہ لا۔ اپنا غصہ ہمارے دشمنوں کی طرف پھیر دے۔

میرا دل اس گھناؤنے نظارے کو دیکھ کر سخت گھبرا گیا اور میں نے کہا انسان نے کیسی خوبصورت چیزوں کو کیسا گھناؤنا بنا دیا ہے۔ جب عاشق محبوب کے چہرے کی بجائے اس کی نقاب سے عشق کرنے لگتا ہے۔ جب اس کے حقیقی حسن کو بھلا کر وہ اس کے لباس کی زیبائش پر فریفتہ ہونے لگتا ہے۔ تو محبوب اس لباس سے نکل جاتا ہے۔ اور خالی لباس عاشق کی طرف پھینک دیتا ہے کہ جا اور اسے دیکھا کر۔ مگر وہی لباس جو معشوق کے جسم پر خوبصورتیوں کا مجموعہ نظر آتا تھا۔ اب کیسا برا، کیسا بھدا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا یہی حال آسمان کے اجسام کا ہے۔ جب تک ان میں ازلی ابدی محبوب کا چہرہ دیکھا جائے وہ کیسے خوبصورت نظر آتے ہیں۔ کیسے شاندار، کیسے باعظمت اور جب خود ان کی ذات مقصود ہو جائے۔ ان کی عظمت کس طرح برباد ہو جاتی ہے۔ ہیئت دان کسی طرح بے رحمی سے ان کو چیر پھاڑ کر ایک دھاتوں کا تودہ ایک گیسوں کا مجموعہ ثابت کر دیتے ہیں۔ میں نے اس خیال کے پیدا ہونے پر پہلے تو حسرت سے آسمانوں کی طرف اور ان کے کھوئے ہوئے حسن کی طرف دیکھا اور پھر انسان اور اس کی گم شدہ عقل کی طرف نظر کی۔

میں اسی حال میں تھا کہ ایک نہایت دلکش نہایت سریلی آواز دلوں کو مسحور کر دینے والی، افکار کو اپنا لینے والی میرے کانوں میں پڑی۔ اس نے پر جلال و شاندار لہجہ سے کہا نہ سورج کو سجدہ کرو۔ اور نہ چاند کو بلکہ صرف اللہ کو جو ایک ہی ہے اور جس کا قبضہ ان سب فلکی اجرام پر اور دوسری چیزوں پر ہے، سجدہ کرو۔ اور یاد رکھو کہ اس نے سورج کو بھی پیدا کیا ہے اور چاند کو بھی اور ستاروں کو بھی۔ اور یہ سب اس کے ایک ادنیٰ اشارے کے تابع اور خادم ہیں۔ یاد رکھو کہ وہی پیدا کرتا اور اسی کا حکم چلتا ہے۔

وہ آواز کیسی مؤثر، کیسی دل موہ لینے والی تھی۔ زمین کی حالت یوں معلوم ہوئی جیسے کسی پر قشعریرہ آ جاتا ہے۔ انسان یوں معلوم ہوا جیسے سوتے ہوئے جاگ پڑتے ہیں۔ ندامت، شرمندگی اور حیا کے ساتھ تمتماتے ہوئے چہروں کے ساتھ لوگ اٹھے اور اپنے پیدا کرنے والے کے آگے جھک گئے۔ آسمان پھر خوبصورت نظر آنے لگا۔ ازلی ابدی معشوق نے پھر سورج اور چاند اور ستاروں کی جھلملیوں میں سے دنیا کو جھانکنا شروع کیا۔ پھر دنیا کا ذرہ ذرہ جلال الٰہی کا مظہر بن گیا۔ ہیئت دانوں کے سب استدلال اور سب دلیلیں حقیر نظر آنے لگیں۔ صاحب دل بول اٹھے۔ تم اپنی گیسوں اور دھاتوں کے نظریوں کو اپنے گھر لے جاؤ۔ تم چھلکے کو تو دیکھتے ہو مغز پر نگاہ نہیں ڈالتے۔ تم ان دھاتوں کے طوماروں اور گیسوں کے مجموعوں کے پیچھے نہیں دیکھتے کس کا حسن چمک رہا ہے؟ کس کا ہاتھ کام کر رہا ہے؟۔ میں نے دیکھا چاند کی وہ بے نوری بھی جسے ہیئت دان کہتے ہیں کہ ہزاروں سال کے تغیرات کے ماتحت مردہ ہو چکی ہے، خوشی سے چمک رہی تھی۔ اسے اس سے کیا کہ وہ سرد ہے یا گرم، مردہ ہے یا زندہ۔ اس کا ذرہ ذرہ تو اس خوشی سے دمک رہا تھا کہ وہ اب سے آیۃ من آیات اللّٰہ کہلائے گا۔ کسی چیز نے میرے دل میں ایک چٹکی لی اور میں نے ایک آہ بھری۔ پھر میں نے کہا یہ آواز تو اجرام فلکی کے لئے ایک رحمت ثابت ہوئی۔

فرشتوں کے لئے رحمت

پھر میری نظر اور بھی بلند ہوئی اور میں نے عالم خیال میں اوپر آسمانوں پر ایک مخلوق دیکھی جو نہایت خوبصورت اور نہایت پاکیزہ تھی۔ ان کے چہرے میں نے عالم کشف اور رؤیا میں دیکھے ہوئے تھے۔ میں نے عالم خیال میں بھی ان کی ویسی شکل دیکھی۔ وہ مجھے نہایت دیکھے بھالے وجود نظر آئے۔ لطیف اجسام کے جن کو صرف روحانی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ پاکیزہ صورت اور پاکیزہ سیرت، محنتی اور کام کرنے والے، ایسے کہ ان کو وقت کے آنے جانے کا کچھ علم ہی نہ ہوتا۔ ان کا ہر لحظہ گویا آقا کی خدمت کے لئے رہن تھا۔ وہ مشینیں تھیں جو مالک کے اشارے پر چلتی ہیں۔

مگر میں نے اپنے فکر کی آنکھ سے دیکھا کہ ان کے خوبصورت چہروں پر افسردگی کے آثار تھے۔ ان کی تازگی میں بھی ایک جھلک پژمردگی کی تھی۔ میں نے اس کے سبب کی تلاش کی مگر آسمان پر کوئی بات مجھے نظر نہ آئی جو اس کا موجب ہوتی۔ ان کا آقا ان سے خوش تھا اور وہ اپنے آقا سے خوش۔ پھر ان کی افسردگی کا کیا باعث تھا؟ میں نے پھر زمین پر نظر کی اور ایک دل ہلا دینے والا نظارہ دیکھا۔ میں نے بلند عمارتیں دیکھیں جو ان فرمانبردار روحوں کے نام پر بنائی گئی تھیں۔ میں نے ان میں ان کے مجسمے دیکھے جن کی لوگ پوجا کر رہے تھے۔ میں نے بھاری بھرکم جسموں والے بڑے بڑے جبوں والے لوگ دیکھے جو نہایت سنجیدہ شکل بنائے ہوئے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ گویا سب دنیا کا علم سمٹ کر ان کے دماغوں میں جمع ہو گیا ہے اپنے گرد و پیش بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس لہجہ میں کہ گویا وہ ایک بڑے راز کی بات انہیں بتا رہے ہیں ایسی بات کہ جسے دوسرے لوگ عمر بھر کی جستجو اور بیسیوں سال کی تپسیا کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکتے یہ کہہ رہے تھے کہ فرشتے اصل میں خدا کی بیٹیاں ہیں اور جو کام خدا تعالیٰ سے کرانا ہو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ان خدا کی بیٹیوں کو قابو میں کیا جائے اور بزعم خود ایسی عبادتیں جن سے فرشتے قابو آتے ہیں لوگوں کو بتا رہے تھے۔ لوگوں کے چہرے خوشی سے جگمگا رہے تھے اور ان کے دل ان علم روحانی کا خزانہ لٹانے والوں پر قربان ہو رہے تھے۔

پھر میری ایک اور طرف نظر پڑی میں نے دیکھا ویسے ہی جبوں والے کچھ اور لوگ اپنے عقیدتمندوں کے جھرمٹ میں ایک کنوئیں کے پاس کھڑے ہوئے کچھ راز و نیاز کی باتیں کر رہے تھے۔ وہ انہیں بتا رہے تھے جس طرح ایک گہرا راز بتایا جاتا ہے کہ اس کنوئیں میں ہاروت ماروت دو فرشتے ایک فاحشہ کے عشق کرنے کے جرم میں قید کئے گئے تھے۔ کچھ جبہ پوش تو اصرار کر رہے تھے کہ وہ اب بھی اس جگہ قید ہیں اور بعض تو یہاں تک کہتے تھے کہ ان کے کسی استاد نے ان کو الٹا لٹکے ہوئے دیکھا بھی ہے جسے سن کر کئی عقیدتمندوں کے جسم پر پھریری آ جاتی تھی۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ انسانی گناہ نے فرشتوں کو بھی نہیں چھوڑا۔

میں اسی حیرت میں تھا کہ میں نے پھر وہی دلکش، مؤثر اور شیریں آواز محبت اور جلال کی ایک عجیب آمیزش کے ساتھ بلند ہوتی ہوئی سنی۔ اس نے کہا، فرشتے خدا کے بندے ہیں نہ کہ بیٹیاں۔ اور وہ پوری طرح اس کے فرمانبردار ہیں۔ کبھی بھی اس کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے۔ لوگوں میں پھر بیداری پیدا ہوئی۔ بہت سے لوگ خواب غفلت سے چونکے اور اپنے پہلے عقائد پر شرمندہ اور نادم ہوئے۔ کئی اونچی عمارتیں جو خدا کی بیٹیوں کے نام پر کھڑی کی گئی تھیں گرا دی گئیں۔ اور اسی جگہ خدائے واحد و قہار کی عبادت گاہیں کھڑی کر دی گئیں۔ وہ کنوئیں جو فرشتوں کے گناہوں کی یادگار تھے اجاڑ ہو گئے۔ زائرین نے ان کی زیارت ترک کر دی۔ میں نے دیکھا فرشتے خوش تھے گویا ان کے لباسوں پر گندے چھینٹے پڑ گئے تھے جسے دھونے والے نے دھو دیا۔ میرے دل سے پھر ایک آہ نکلی اور میں نے کہا یہ آواز ان فرشتوں کے لئے بھی ایک رحمت ثابت ہوئی۔

زمانہ کے لئے رحمت

میری نظر یہاں سے اٹھ کر زمانہ کی طرف چلی گئی۔ میں نے کہا وقت کتنا لمبا ہے؟ کب سے یہ فرشتے کام کر رہے ہیں؟ کب سے سورج اور اس کے ساتھ سیارے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں؟ کون بتا سکتا ہے کہ زمانہ جو کچھ بھی ہے اس نے کس قدر تغیرات دیکھے ہیں؟ کس طرح اور کب سے یہ خوشی اور غم کا پیمانہ بنا رہا ہے اگر وہ جاندار شے ہوتا تو ایک بے اندازہ زمانہ تک اللہ کی مخلوق کی خدمت میں لگا رہنے پر اسے کس قدر فخر ہوتا؟ میں اسی خیال میں تھا کہ مجھے زمانہ کے چہرہ پر بھی دو داغ نظر آئے۔ مجھے کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے سنائی دئے کہ زمانہ غیر فانی ہے۔ زمانہ خدا تعالیٰ کی طرح ازلی ابدی ہے۔ اور کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے سنائی دئے کہ زمانہ ظالم ہے۔ اس نے میرا فلاں رشتہ دار مار دیا۔ زمانہ برا ہے اس نے مجھ پر فلاں تباہی وارد کر دی۔ میں نے کہا اگر زمانہ

زندہ شے ہوتی تو وہ ان باتوں کو سن کر ضرور دل میں ملول ہوتا۔ مگر معاً وہی آواز پھر بلند ہوئی۔ اس نے کہا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زمانہ ہمارے آدمیوں کو مارتا ہے اور تباہ کرتا ہے یاوہ خدا ہے۔ وہ غلط کہتے ہیں۔ انہیں حقیقت کا کچھ علم نہیں۔ مارنا اور بلانا تو خداتعالیٰ کا کام ہے۔ وہ جب تک کسی چیز کو عمر دیتا ہے وہ قائم رہتی ہے اور زمانہ اس کے ساتھ بمنزلہ ایک کیفیت کے رہتا ہے اور پھر اس نے کہا، زمانہ کیا ہے؟ خداتعالیٰ کی صفات کا ایک ظہور ہے۔ پس تم جو اسے گالیاں دیتے ہو۔ درحقیقت خداتعالیٰ کو گالیاں دیتے ہو۔ میرا دل اس آواز والے کے اور بھی قریب ہو گیا اور میں نے محبت بھرے دل سے کہا یہ آواز تو زمانے کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئی۔

زمین کے لئے رحمت

زمانہ سے ہٹ کر میری نگہ کرۂ ارض پر پڑی۔ میں نے کہا ہماری دنیا دوسرے کُروں سے کچھ کم خوبصورت نہیں بلکہ بظاہر زیادہ ہے۔ کیونکہ وہاں سے تو صرف روشنی آتی ہے اور یہاں روشنی کے علاوہ قسم قسم کے سبزے اور رنگ رنگ کے نظارے اور پھولوں سے ڈھنپی ہوئی بلند پہاڑیاں اور پھلوں سے لدے ہوئے درخت اور پھولوں سے اٹی ہوئی جھاڑیاں اور لہلہاتے ہوئے کھیت اور غلوں سے بھرے ہوئے کھلیان اور چہچہاتے ہوئے پرندے اور ناز و رعنائی سے بھاگتے ہوئے چوپائے اور نہ معلوم کیا کیا کچھ بھرا پڑا ہے۔ مجھے اس وقت زمین کچھ ایسی خوبصورت نظر آئی کہ درندوں اور وحوش اور سانپوں اور بچھوؤں اور دوسرے زہریلے کیڑوں اور مچھروں اور طاعون کے چوہوں تک میں مجھے خوبصورتی ہی خوبصورتی نظر آنے لگی۔ میں نے خیال کیا کہ شیر بیشک وحشی جانور ہے اور کبھی کبھی انسانوں کو چیر پھاڑ کر کھا جاتا ہے لیکن اگر شیر نہ ہوتا تو شیر افگن کہاں سے پیدا ہوتے۔ اگر بہادر شیر انسان کی بہادری کی آزمائش کے لئے نہ ہوتا تو بہادری کی آزمائش کا یہی ذریعہ رہ جاتا کہ لوگ بنی نوع انسان پر حملہ کر کے اپنی شجاعت کی آزمائش کرتے۔ اور یہ جانور تو زندہ ہی نہیں مر کر بھی ہمارے کام آتا ہے۔ اس کی چربی اور اس کے ناخن اور اس کی کھال علاجوں اور زینت و زیبائش میں کیسی کار آمد ثابت ہوتی ہے۔ مجھے سانپ کے زہر سے زیادہ اس کے گوشت کے فوائد نظر آنے لگے اور میں نے کہا کہ اگر سانپ نہ ہوتا تو ہمارے اطباء قرصِ افعی کہاں سے ایجاد کرتے؟ اگر بچھو نہ ہوتا تو یہ گردوں کی پتھریوں کے مریض آپریشن کے بغیر کس طرح آرام پاتے؟ میں نے مچھر کو صرف کثرت رطوبت کا ایک الارم پایا۔ بیچارہ چھوٹا سا جانور کس طرح رات دن ہمیں بیدار کرتا اور بتاتا ہے کہ گھر میں نالیاں گندی رہتی ہیں۔ شہر کی بدروئیں میلے سے بھری رہتی ہیں۔ لوگ پانی جیسی نعمت یونہی ضائع کر رہے ہیں۔ غرض رات دن ہمیں اپنے فرض سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ جب ہم ہوشیار ہی نہیں ہوتے اور سستی کا دامن نہیں چھوڑتے تو بیچارہ غصہ میں آکر کاٹتا ہے۔ بیماری تو اتنی مچھر سے پیدا نہیں ہوتی جتنی کثرت رطوبت سے، جتنی گندی نالیوں کے تعفن سے بدروؤں کی غلاظت اور بے احتیاطی سے پھینکے ہوئے پانیوں سے۔ غرض مجھے ہر شئے میں اس کے پیدا کرنے والے کا حسن نظر آنے لگا۔ ہر ذرہ میں ازلی ابدی محبوب کی شکل نظر آنے لگی۔

مگر ناگاہ میری نظر آبادیوں کی طرف اٹھ گئی اور میں نے دیکھا کہ لوگ پہاڑیوں، درختوں، پتھروں، دریاؤں، جانوروں کے آگے سجدے کر رہے ہیں۔ اور مغز کو بھول کر چھلکے پر فدا ہو رہے ہیں۔ میری طبیعت متعفن ہو گئی اور میرا دل متنفر ہو گیا اور مجھے شیر، سانپ، بچھو تو الگ رہا مصفّٰی پانی میں بھی لاکھوں کیڑے نظر آنے لگے اور سبزہ زاروں مرغزاروں سے بھی سڑے ہوئے سبزے کی دماغ سوز بو آنے لگی اور میں نے دیکھا کہ یہ زمین تو ایک دن رہنے کے قابل نہیں۔ مجھے یوں لگا گویا یہاں ہر شئے مردہ ہے۔ اور اس کے نظارے ایک بدکار بڑھیا کی مانند ہیں کہ باوجود ہزاروں بناوٹوں اور تزئینوں کے اس کی بدصورتی اور بدسیرتی چھپ نہیں سکتی۔

مگر میں اس حالت میں تھا کہ پھر وہی آواز بلند ہوئی۔ پھر وہی شیریں دل میں چبھ جانے والی آواز اونچی ہوئی اور اس نے کہا، یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ انسان کے نفع کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے پہاڑ اور اس کے دریا اور اس کے چرند اور اس کے پرند اور اس کے میوے اور اس کے غلے سب کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے اعمال میں تنوع پیدا ہو۔ اور وہ ان امانتوں کے بہترین استعمال سے اپنے پیدا کرنے والے کا قرب حاصل کرے۔ اس زمین کی اچھی نظر آنے والی اور بظاہر بری نظر آنے والی سب اشیاء انسان کے لئے آزمائش ہیں۔ پس مبارک ہے وہ جو ان سے فائدہ اٹھاتا اور اپنے پیدا کرنے والے کا قرب حاصل کرتا ہے۔

اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ یوں معلوم ہوا کہ گویا اس دنیا کے ذرہ ذرہ کے سر پر سے بوجھ اتر گیا ہے یہی جہان ایک جنت نظر آنے لگا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگلے جہان کی جنت اس جنت کا ایک تسلسل ہے اور کچھ بھی نہیں۔ بہت سے لوگ جنہوں نے اس آواز کو سنا، اپنی غلطیوں سے پشیمان ہو کر شرک و بدعت سے توبہ کر کے اپنے پیدا کرنے والے کی طرف دوڑ پڑے۔ پھر دنیا خدا کے جلال کی ظہور گاہ بن گئی۔ پھر کسی کی تجلیاں اس میں نظر آنے لگیں اور میں نے ایک آہ بھر کر کہا کہ یہ آواز ہماری زمین کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئی۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء الله)

کیا آپ نے الفضل انٹر نیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

سائنس کارنر

(مرتبہ: ہدایت زمانی)

انسانی جسم میں استعمال کرنے کے لئے پلاسٹک کی نسیں (Nerves) تیار کر لی گئیں

عمل جراحت میں بعض دفعہ ایک سرجن کو مریض کے جسم کے ایک حصہ سے نسیں نکال کر دوسرے حصہ میں نصب کرنا پڑتی ہیں مگر اب چونکہ انسانی جسم کے لئے پلاسٹک کی نسیں تیار ہونے لگی ہیں اس لئے ڈاکٹروں کو انہیں جسم کے ایک حصہ سے نکال کر دوسرے حصہ میں ٹرانسپلانٹ کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

پروفیسر کرسٹین شمٹ (Christine Schmidt) جو آسٹن شہر میں واقع یونیورسٹی آف ٹیکساس کے کیمیکل انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ پر کام کر رہی ہیں۔ انہوں نے پلاسٹک Nerves کی تیاری میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آئندہ تین سالوں میں ان مصنوعی نسوں کا استعمال دنیا بھر کے ہسپتالوں میں عام ہو جائے گا۔ انسانوں پر تجربہ کرنے سے پیشتر انہوں نے چوہوں پر ان کا تجربہ کیا جو انتہائی کامیاب رہا اس لئے انہیں امید ہے کہ انسانی جسم میں بھی یہ مصنوعی عضلات کامیاب رہیں گے۔

پلاسٹک کا استعمال اس لئے کیا گیا ہے کہ اس میں ایسا پولی مر (Polymer) ہے جو موصل ہے یعنی اس میں بجلی کی رو آسانی سے گزر سکتی ہے۔ اس طرح چونکہ ان کے ذریعہ الیکٹرک سگنل جسم کے مختلف حصوں سے دماغ تک بھجوائے جا سکتے ہیں۔ وہ پیغام رسانی کا کام دے سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ان میں شوگر کا سالمہ (Molecule) بھی موجود ہوتا ہے جو نئی نس کی بڑھوتی کے عمل کو تیز کر دیتا ہے۔ اگر کوئی نس زخمی ہو جائے تو ڈاکٹر اس کے اوپر نیا مصنوعی میٹریل لگا دیں گے اس طرح اس کے اندر چھ ماہ کے لگ بھگ میں نئی نس بن جائے گی۔ اور اس مصنوعی میٹریل کو بے کار کر دے گی۔ سائنس کی دنیا میں اس دریافت کو بہت کار آمد سمجھا جا رہا ہے۔

خلا بازوں کے لئے موزوں کھانے کا انتخاب کر لیا گیا

امریکہ آج کل سائنسدانوں کی ایک ٹیم کو مریخ سیارے پر بھجوانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ یہ سفر کل ۱۰۰۰ دن کے لگ بھگ ہوگا۔ اور اتنا عرصہ خلا بازوں کو خلا میں محدود جگہ میں رہنا پڑے گا۔ ان کی باقی ضروریات کی طرح خوراک بھی ایک مسئلہ بنی ہوئی ہے کونسی خوراک اور کتنی مقدار میں ان کے ساتھ بھجوائیں کہ وہ اس تمام عرصہ کے لئے پوری ہو سکے۔ چنانچہ ناسا (NASA) نے مختلف ڈشوں پر ٹسٹ کئے ہیں تاکہ پتہ چلایا جا سکے کہ کونسی خوراک ایسے ماحول میں جس میں خلا بازوں کو رہنا پڑے گا زیادہ مناسب رہے گی۔ اس طرح مختلف تجربات کے نتیجہ میں انہوں نے ایک ڈش کو جو Black Beans اور مرچوں سے تیار کی گئی تھی سب دوسری ڈشوں کے مقابلہ میں زیادہ موزوں قرار دیا اور اس کے مضر اثرات کی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی۔

اس تحقیق پر سائنس دانوں کو دو سال سے زائد کا عرصہ لگا۔ انہوں نے پندرہ ایسے پودوں کی فہرست بنائی جو ان کے خیال کے مطابق خلا میں اگائے جا سکتے ہیں مثلاً گاجریں، گندم، ٹماٹر اور سویا (Soya) وغیرہ۔ کارنل (Cornell) یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق ان اشیاء سے تیار شدہ ۱۶ ڈشوں میں سے گندم، Beans اور مرچوں سے بنی ہوئی ڈش سب سے بہتر ثابت ہوئی۔

تجربات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ خلا بازوں کے لئے ایسی غذا جس میں آئرن اور سوڈیم کی کمی ہو بہتر ہے۔ ویسے بھی خلا میں جانے والوں کو زمین پر بسنے والے انسانوں کی نسبت کم آئرن کی ضرورت ہے۔

بکٹیریا درد دور کرنے والی دوائیاں بنانے میں مددگار ثابت ہونگے

سائنس دانوں نے جینز (Genes) میں تبدیلی کر کے ایسے مفید بکٹیریا حاصل کر لئے ہیں جو انسانی جسم کو دردوں سے نجات دلانے والی دوائیاں تیار کرنے میں مدد دیں گے۔ اس وقت افیون آمیز خواب آور اشیاء مثلاً کوڈین (Codeine) اور مورفین (Morphine) کو درد روکنے والی دواؤں میں تبدیل کرنے کے لئے انتہائی پیچیدہ صنعت گری کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر ابھی حال ہی میں کیمبرج یونیورسٹی انگلستان کے ایک کیمسٹ Neil Bruce نے ایک نئی تکنیک کے ذریعہ جینز میں تبدیلی لا کر ایسے مفید بکٹیریا ڈھونڈ نکالے ہیں جو کوڈین، مورفین اور اسی قسم کی دوسری افیون آمیز اشیاء کو نہایت آسان طریق سے ایسی دوائیوں میں تبدیل کر سکتے ہیں جو درد کو روکنے اور دیگر کئی بیماریوں میں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ یہ طریق کار صرف آسان ہی نہیں بلکہ سستا بھی ہے۔

الفضل انٹر نیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اور اپنی امت کے لئے اتنی دعائیں مانگی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے

قرضہ سے نجات، برے ہمسایہ سے نجات، نیا چاند دیکھنے، مکہ میں داخل ہونے، جانور ذبح کرتے وقت، آندھی اور بارش کے وقت اور دیگر کئی ایک مختلف پیش آمدہ حالات کی مناسبت سے آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۲؍مئی ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۲؍ہجرت ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾.

(سورة المومن آیت ٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا سلسلہ اس خطبہ میں بھی اسی طرح جاری رہے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اتنی دعائیں مانگی ہیں اپنے لئے اور امت کے لئے دن رات صبح اٹھتے جاگتے سوتے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ پچھلے خطبے گزرے تھے میں سمجھا تھا کہ اب دوسرا مضمون شروع ہوگا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں اس خطبہ میں بھی جاری رہیں گی۔

پہلی حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے جو عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے۔ انہوں نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے پاس شہد کی مکھی کے بھنبھنانے کی طرح آواز آتی تھی۔ ہم کچھ دیر توقف کر لیتے تھے پھر آپ قبلہ رو ہو جاتے، اپنے ہاتھ اٹھاتے اور یہ دعا کرتے اے اللہ ہمیں اور زیادہ دے اور کم نہ دے اور ہمیں اکرام بخش اور ہمیں رسوا نہ کر، ہمیں خیرات بخش، ہمیں محروم نہ کر اور ہمیں ترجیح دے اور ہمارے مقابل پر کسی کو ترجیح نہ دے، ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں راضی کر۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۳۴)

قرضوں کی مصیبت میں بہت لوگ مبتلا رہتے ہیں اس سلسلہ میں بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک بہت پیاری اور جامع مانع دعا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب غلام آیا یعنی جس غلام نے یہ شرط رکھی تھی کہ مجھے آزاد کر دو اور میں کما کے جو بھی کمائی ہوگی اس میں سے اپنے مالک کو بھی دیتا رہوں گا۔ تو بہت عاجز آچکا تھا بیچارہ۔ اتنا پیسہ نہیں کما سکتا تھا کہ اپنے نان نفقہ کا بھی گزارہ کرے اور مالک کو بھی دے سکے۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس نے عرض کیا، آپؓ نے فرمایا میں تمہیں کچھ ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے۔ اگر تم پر پہاڑ جتنا بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے ادا کر دے گا۔ تم یہ دعا کرو اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ کہ اے اللہ! وہ جو تو نے مجھ پر حلال کر دیا ہے اسے اپنے حرام کردہ کے مقابل پر میرے لئے کافی کر دے اور اپنے فضل سے مجھے اپنے علاوہ سب دیگر وجودوں سے مستغنی کر دے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)۔ مجھے کسی کے سامنے نہ جھکنا پڑے۔ صرف تیرا دَر پکڑوں اور تجھ ہی سے مانگوں۔ یہ دعا اگر تم کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں بہت برکت دے گا اور تمہارے قرضوں کا خود ہی ضامن ہو جائے گا۔

ایک حدیث ترمذی سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی: ”اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بھی بڑھ کر اچھا بنا دے“۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بے حد خوبصورت انسان تھے۔ جب دیکھا کرتے تھے تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بھی اچھا بنا دے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا حسن عیاں پھرتا رہے اور لوگ اس سے اس کے باطن کا اندازہ کریں کہ ظاہر اچھا ہے تو باطن بھی اچھا ہوگا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کا اندازہ نہ ہو کہ باطن کتنا اچھا ہے۔ اس سے بھی بہت بڑھ کر اچھا ہے جو ظاہر اچھا ہے۔ ”اور میرے ظاہر کو بھی نیک بنا دے“۔ باطن کی طرح میرے ظاہر کو بھی نیک بنا دے۔ ”اے اللہ تو لوگوں کو جو عطا کرتا ہے اس میں سے مجھے صالح مال اور اہل اور ایسی اولاد عطا فرما جو نہ گمراہ ہونے والی ہو اور نہ گمراہ کرنے والی ہو“۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

یہ حدیث ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اسکے ذریعہ مجھے فائدہ بہم پہنچا اور مجھے وہ کچھ سکھا جو نفع رساں ہو اور میرے علم کو بڑھا، ہر حال میں (جس حال میں بھی وہ رکھے)۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور میں اہل النار کے حال سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں“۔

پھر یہ حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ یہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے کچھ ایسی دعائیں سکھائی ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خود سنی ہیں۔ میں ان کو زندگی بھر نہیں چھوڑوں گا۔ میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے: ”اے اللہ مجھے ایسا بنا دے کہ میں تیرے شکر کی عظمت کر سکوں اور تیرا ذکر کثرت سے کروں اور نصیحت کی سب سے زیادہ اتباع کرنے والا بنوں اور تیرے تاکیدی احکام کا سب سے زیادہ پاس کرنے والا بنوں“۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۱۱ مطبوعہ بیروت)

یہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے جو بخاری کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہمیں ہر چیز کے بارہ میں ایسے استخارہ کرنا سکھایا کرتے تھے جیسے قرآن کریم کی کوئی سورۃ سکھا رہے ہوں۔ کوئی شخص جب کوئی کام کرنے لگے تو پہلے دو رکعت نماز پڑھے، پھر یہ دعا کرے: اے اللہ میں تیرے علم کی بنا پر تجھ سے خیر کا طلبگار ہوں“۔

استخارہ کو عام طور پر لوگ غلط سمجھتے ہیں، استخبارہ بنایا ہوا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ سے خبر مانگتے ہیں اور جب تک واضح خبر نہ آئے اس وقت تک فیصلہ نہیں کرتے۔ حالانکہ استخارہ، اللہ سے خیر طلب کرنا ہے۔ جو کام بھی کرنے کا ارادہ ہو اس کو شرح صدر سے کرو مگر اس سے پہلے بار بار اللہ سے خیر طلب کرو پھر اگر وہ برا ہوگا تو اللہ اس کو ٹال دے گا۔

چنانچہ فرمایا: جو شخص کوئی کام کرنے لگے پہلے دو رکعت نماز پڑھے، پھر یہ دعا کرے: اے اللہ میں تیرے علم کی بنا پر تجھ سے خیر کا طالب ہوں اور تیری قدرت کے نتیجہ میں تجھ سے قوت مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں۔ یقیناً تو صاحبِ قدرت ہے اور مجھے کوئی قدرت حاصل نہیں۔ تو جانتا ہے میں کچھ نہیں جانتا۔ تو غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر یہ کام میرے دین

، میری دنیا اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر فرمادے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، میری دنیا اور انجام کے لحاظ سے برا ہے تو اسے مجھ سے دور فرمادے اور مجھے اس سے دور فرمادے۔ پس جہاں کہیں خیر ہے اسے میرے لئے مقدر فرمادے، پھر مجھے اس پر راضی کردے۔ اور اس موقع پر وہ اپنی حاجات کا ذکر کرے۔ یعنی دعا مانگنے کے بعد کہ خدا بہتر جانتا ہے پھر جو اس کے دل میں خواہش ہے وہ خوب کھل کر بات کرلے کہ اے اللہ میرے دل میں تو یہ ہے آگے تیری مرضی جو بہتر ہے وہی کر۔

برے ہمسایوں سے پناہ مانگنے کے متعلق سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے پناہ مانگو اپنے شہری رہائش کے قریب برے ہمسائے سے۔ کیونکہ صحرائی ہمسایہ تو کبھی تم سے الگ ہو ہی جائے گا"۔

(سنن نسائی کتاب الاستعاذة باب الاستعاذة من جار السوء)۔

صحرائی ہمسایہ سے مراد ہے خانہ بدوش، یعنی خانہ بدوش آ کے جب قریب ڈیرے ڈالتے ہیں تو وہ بھی بہت تنگ کرتے ہیں، چوریاں کرتے ہیں، مصیبت ڈالتے ہیں۔ فرمایا انہوں نے تو چند دن کا قصہ ہے آخر تم سے جدا ہو ہی جانا ہے مگر شہر میں تمہارے گھر کے ساتھ جو ہمسایہ بستا ہے اس کے شر سے پناہ مانگا کرو کیونکہ وہ ٹھہر جانے والا تمہارا ہمسایہ ہے۔ تو اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے برے ہمسایوں کے شر سے انسان کو بچالیتا ہے اور آج کل شہروں میں یہ بہت بری بلا ہے کہ بعض ہمسائے اپنے شر سے اپنے ساتھی ہمسائے کو محفوظ نہیں رکھتے۔

حضور اکرم ﷺ جب بلندی پر چڑھتے تھے تو اس وقت بھی ایک دعا مانگا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ بن مالک سے مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی بلندی پر چڑھتے تو فرماتے: اَللّٰھُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ۔ اے اللہ ! تمام عزتوں کے مقابل پر تجھے ہی سب سے زیادہ بلندی اور شرف اور عزت حاصل ہے اور ہر حال میں تو ہی تعریف کے قابل ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ بیروت)

ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن ابی داؤد میں مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو جب چھینک آئے تو کہے کہ ہر حال میں تمام تعریفوں کا اللہ ہی مستحق ہے۔ اس پر اس کا بھائی، راوی کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا، یا ساتھی یعنی پوری طرح یاد نہیں رہا یا بھائی فرمایا تھا یا ساتھی فرمایا تھا تو اس کا ساتھی یعنی جو بھی پاس بیٹھا ہوگا یہی مراد ہوگی جو بھی اس کے پاس ہو وہ اس کے متعلق یہ کہے "یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ"، اللہ تم پر رحم فرمائے اور وہ چھینکنے والا کہے "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَالَکُمْ" اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات درست کردے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الأدب)

اس سلسلہ میں ایک سوال ہوا تھا جمعہ کی شام کی مجلس میں کہ نماز پڑھتے وقت اگر کسی کو چھینک آجائے تو کیا ساتھی یہ دعائیں کرے، پھر جواب دے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ دل سے بے اختیار جو دعا اٹھ جائے وہ تو الگ بات ہے مگر توجہ نماز ہی کی طرف رہنی چاہئے اور وہ ایک دوسرے کو سنا سنا کر اونچی آواز میں دعائیں نہ دیں اور وہ اگر پچھلی صف میں کھڑا ہو یا آگے کھڑا ہو تو کیا وہ اس کو سنا کر اتنی اونچی آواز سے اپنی بھی اور دوسروں کی بھی نماز خراب کرے گا۔ تو موقع محل کے مطابق بات ہوا کرتی ہے۔ جس کو یہ حدیث یاد ہو دل سے بے اختیار خود بخود ایک دعا اٹھ جاتی ہے بس وہی کافی ہے۔

مسند احمد بن حنبل سے بلال بن یحییٰ کی روایت ہے۔ بلال بن یحی بن طلحہ بن عبید اللہ نے اپنے والد اور دادا کے واسطہ سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ جب پہلی رات کا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ اسے ہم پر برکت اور ایمان اور سلامتی اور امن کے ساتھ طلوع فرما۔ پھر چاند کو مخاطب ہو کر کہتے: (اے چاند) تیرا اور میرا رب اللہ ہی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل مسندالعشرة المبشرین بالجنة)

اس حدیث میں صرف پہلی رات کے چاند کی دعا کا ذکر ہے لیکن ایک اور حدیث میں ہر چڑھنے والے چاند کے متعلق بھی آنحضور ﷺ کی یہ دعا درج ہے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے: اے میرے خدا یہ چاند امن و امان اور صحت و سلامتی کے ساتھ ہر روز طلوع ہو یعنی آج ہی نہیں بلکہ روز جب بھی طلوع ہو امن و سلامتی کے ساتھ طلوع ہو۔ پھر چاند کو مخاطب کر کے فرماتے: (اے چاند) میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ تُو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن جا۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول عند رویة الهلال)

مسند احمد بن حنبل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب ماہ رجب میں ہوتے تو دعا کرتے: اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان اور ہمارے لئے رمضان میں برکت رکھ دے اور آپ فرماتے کہ جمعہ کی شب بھی روشن ہوتی ہے اور اس کا دن بھی۔ (مسند احمد بن حنبل من مسند بنی هاشم) پس جمعہ اس لحاظ سے بڑی خصوصیت رکھتا ہے، اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسکی راتیں بھی ہمارے لئے روشن ہونی چاہئیں اور اس کے دن بھی ہمارے لئے روشن ہونے چاہئیں۔

مسند احمد بن حنبل سے ایک روایت ہے عمرو بن شعیب کی، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ کے دن یہ دعا کثرت سے کرتے تھے: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے اور حمد کا بھی وہی مستحق ہے۔ خیر اُسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین من الصحابة)۔ یہ دعا اکثر دوستوں کو امید ہے یاد ہی ہوگی مگر عربی الفاظ میں پڑھ کے سناتا ہوں۔ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ ۔ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ. بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ۔

روزہ افطار کرتے وقت بھی آنحضور ﷺ دعا کیا کرتے تھے۔ ابوداؤد میں حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ افطار کے وقت یہ دعا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ. کہ اے اللہ میں تیری خاطر ہی، تیری رضا کے لئے ہی روزہ رکھتا ہوں اور تیرے دئے ہوئے رزق سے ہی میں روزہ کھول رہا ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب القول عندالافطار)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوداؤد کتاب الصیام میں مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ افطار کرنے کے بعد یہ فرماتے تھے۔ افطار سے پہلے کی دعا پہلی ہے۔ یہ افطار کے بعد کی ہے: ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَآءَ اللّٰہُ۔ پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجر ثابت ہو گیا انشاء اللہ۔

لیلۃ القدر کے موقع کی دعا جس کو یہ نصیب ہو جائے اور بعض دفعہ دل میں بڑی شدت سے احساس پیدا ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر ہے۔ تو سب سے مختصر اور سب سے جامع مانع دعا یہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو اس میں کیا دعا مانگوں؟ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا تم یوں دعا کرو اے میرے خدا تو بخشنے والا ہے، بخشش کو پسند کرتا ہے، مجھے بخش دے اور میرے گناہ معاف کردے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔

مکہ میں داخل ہوتے وقت کی دعا۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ جب مکہ میں داخل ہوا کرتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ اس شہر میں ہماری اموات ہمارے نصیب میں نہ ہوں یہاں تک کہ تو ہمیں اس شہر سے لے جائے۔

(مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین من الصحابة)

بعض لوگ یہ الٹ دعا کرتے ہیں کہ جب ہم حج پہ جائیں تو وہیں ہماری موت واقع ہو جائے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ یہ دعا نہیں کیا کرتے تھے۔ آپؑ خدا سے عرض کیا کرتے تھے کہ خیر و برکت سے میں یہاں آیا ہوں یہاں ساری برکتیں سمیٹ کر واپس اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹوں اور وہ بھی ان برکتوں اور خوشیوں سے حصہ پائیں۔ پس مکہ میں اموات تو ہوتی ہی رہتی ہیں لیکن اگر یہ دعا توجہ سے کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس قسم کی اموات سے بچالیتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ، وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قسم کا نشان تھا، کہ آگ لگ گئی اور بڑی کثرت سے لوگ اس میں مارے گئے اور جو احمدی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو چُن چُن کے بچالیا۔ جہاں آگ لگی تھی وہاں سے کچھ دیر پہلے ہی وہ نکل کھڑے ہوئے تھے اور بعد میں پہنچے۔ غرضیکہ بڑی تفصیل سے اس حج میں شامل ہونے والے احمدیوں نے بتایا کہ خدا کے فضل سے ایک بھی احمدی کی جان ضائع نہیں ہوئی اور خدا نے انہیں آگ کے عذاب سے بچالیا۔ تو یہ دعائیں ہیں جو اگر عجز سے مانگی جائیں تو ان کی قبولیت کے نشان بھی لوگ ساتھ ساتھ ہی دیکھتے رہتے ہیں۔

مدینہ کے لئے برکت کی دعا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں بخاری کتاب الدعوات میں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ کَمَا حَبَّبْتَ اِلَیْنَا مَکَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاھَا اِلَی الْجُحْفَةِ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء برفع الوباء والوجع)۔ اب یہ دعا جو ہے یہ بھی ایک پہلو سے مشکل بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کی ہے تو ہمیں بھی کرنی چاہئے بہر حال۔

اگر ہم یہ سوچیں قادیان سے نکلنے کو تو اس کے مقابل پر مدینہ کی ہجرت گویا ربوہ کی ہجرت بن جاتی ہے تو رسول اللہ ﷺ مکہ کو جب چھوڑ کر گئے تھے پھر دوبارہ مکہ واپس جا کر بسے نہیں اور اس پہلو سے یہ دعا ایک خاص عظمت بھی رکھتی ہے اور دل میں ایک ملال کی کیفیت بھی پیدا کر دیتی ہے کہ اے اللہ جیسے تو نے مکہ کو ہمارے لئے محبت کا موجب بنایا تھا مدینہ کو بھی بنادے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ ہمارے لئے مدینہ ایسے ہی محبوب بنادے جس طرح تو نے مکہ کو ہمارے لئے محبوب بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کردے۔ جحفہ ایک مقام ہے جو مکہ سے شمال کی طرف چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تو مراد یہ ہے کہ وہاں ملیریا چونکہ بہت ہوا کرتا تھا اس لئے اس بخار کو یہاں سے منتقل فرمادے۔ اب اس کی تفصیل معلوم نہیں کہ پھر اس دعا کے نتیجہ میں اس کے بعد کیا ہوا تھا مگر علماء کسی کتاب میں ایسی تفصیل دیکھیں تو بتائیں۔ قبول تو لازماً ہوئی ہوگی مگر

پھر واقعہ کیا ہوا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت سنن الدارمی میں درج ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جب پہلا پھل لایا جاتا تو یہ دعا کرتے کہ اے اللہ ہمارے لئے ہمارے شہر مدینہ میں برکت عطا فرما اور ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مُد اور صاع (یہ پیمائش کے دو پیمانے ہیں) میں برکت پر برکت عطا فرما۔ پھر حضور یہ پھل حاضرین میں سے سب سے چھوٹے بچے کو دے دیتے تھے۔(سنن الدارمی کتاب الاطعمۃ)

اس میں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ گویا ایک ہی کھجور پیش کی جاتی تھی یا وقت کا ایک ہی پھل دیا جاتا تھا اور وہ چھوٹے بچے کو دے دیا کرتے تھے۔ مراد یہ ہے کہ جو پھل بھی پیش کیا جاتا تھا اس میں سے پہلے جو سب سے چھوٹا بچہ ہو اس کو دے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی سنت کی پیروی میں جب باہر نکلتے ہیں نکاح وغیرہ کے بعد اور چھوہارے تقسیم ہو رہے ہوتے ہیں تو وہاں مجھے جو بھی چھوٹا بچہ نظر آتا ہے میں اس کو دے دیا کرتا ہوں۔ تو یہ رسول اللہ ﷺ کا بچوں سے پیار کا مظہر ایک واقعہ ہے کہ آنحضورؐ چھوٹے بچوں سے بہت پیار فرمایا کرتے تھے۔

بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو احرام باندھ کر تلبیہ کرتے ہوئے سنا۔ آپؐ کہہ رہے تھے حاضر ہوں اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، حمد اور نعمت اور ملک کا تو ہی مالک ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ آپؐ ان الفاظ سے زائد کچھ نہ پڑھتے تھے۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ ۔ ان الفاظ کے اوپر کوئی مزید الفاظ آپ نہیں پڑھا کرتے تھے۔(بخاری کتاب اللباس)

ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت مروی ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ وقوف عرفہ کی شام آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ تمام تعریفیں جس طرح ہم بیان کرتے ہیں بلکہ اس سے بہت بہتر تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں"۔ یعنی انسان تو خدا تعالیٰ کی تعریفوں کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔ اس لئے جو ہمیں خدا نے اپنی تعریفیں سکھائی ہیں جن کو ہم کسی حد تک سمجھ سکتے ہیں اس سے بہت زیادہ تعریفیں ہیں اس کی۔ تو اے اللہ جس طرح ہم مخاطب کر کے عرض کیا کرتے تھے اس سے بہت بہتر تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ "اے اللہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب تیرے لئے ہے۔ تیری ہی طرف میرا لوٹنا ہے اور اے رب میرا پیچھے چھوڑا ہوا بھی تیرے ہی لئے ہے"۔ جو میں مال چھوڑ کر جاؤں گا وہ بھی تیرا ہی ہے اے اللہ! یعنی صرف مال کا ذکر نہیں اولاد وغیرہ جو کچھ بھی، سب کچھ تھا وہ چھوڑ کے ہر انسان نے جانا ہے تو فرمایا یہ بھی تیرے ہی لئے ہے اے اللہ میں اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جسے ہوا لاتی ہے"۔

اب ہوا کا شر کیا ہے ہوائیں بعض دفعہ بہت خطرناک شر لے کر آتی ہیں، اتنی بڑی بڑی آندھیاں اٹھتی ہیں، اتنے بڑے بڑے بگولے اٹھتے ہیں کہ وہ بہت بھاری بھاری عمارتوں کو اٹھا کر اوپر چڑھا دیتے ہیں اور کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ کب یہ شر ظاہر ہوگا اور کیسے ظاہر ہوگا۔ امریکہ نے اتنی ترقی کی ہے مگر آج تک ہواؤں کے اس شر سے بچ نہیں سکا۔ پیشگوئیاں کرتے ہیں مگر پھر بھی کچھ نہیں بنتا۔ بہت بڑا شر ہے ہواؤں کا اگر وہ نازل کرنا چاہے۔ تو جب بھی ہوا چلے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ ان آندھیوں کے شر سے ہمیں بچا لے۔

قربانی کا جانور ذبح فرمایا کرتے تھے تو حضرت عائشہؓ کی روایت ہے سنن ابی داؤد سے لی گئی ہے کہ اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ يَطَافِيْ سَوَادٍ۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہ رنگ کے سینگوں والے مینڈھے کو ذبح کرنے کے لئے لانے کا ارشاد فرمایا۔ اب یہ سیاہ رنگ کے سینگوں والے مینڈھے ہوتے تو ہیں میں نے بھی دیکھا ہوا ہے مگر کیوں سیاہ رنگ کے مینڈھے کا مطالبہ فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے، اس میں ضرور کوئی خصوصیت ہوگی۔ اور فرمایا اے عائشہ! چھری لاؤ۔ پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرو، چنانچہ میں نے چھری تیز کی پھر آنحضور ﷺ نے مینڈھے کو پکڑ کر پہلو کے بل لٹایا اور چھری لے کر یہ دعا کرتے ہوئے کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ۔ کہ اے اللہ اس جانور کو محمد، آل محمد اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما اور پھر اس مینڈھے کو ذبح کیا۔(سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی باب ما یستحب من الضحایا)

اس ضمن میں ایک اور روایت ہے جو سنن ابی داؤد سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عید الاضحیٰ عید گاہ میں ادا کی۔ جب آپ خطبہ عید ختم کر چکے تو ممبر سے اترے اور ایک مینڈھا لایا گیا جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَر کہتے ہوئے ذبح فرمایا۔ اور فرمایا اے پروردگار یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانیاں نہیں کیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی۔ باب فی الشاۃ یضحی بہا عن جماعۃ)

پس وہ جو امت کی طرف سے قربانی کے الفاظ ہیں اس پر زائد یہ ہے کہ آنحضور ﷺ ان غرباء اور محروموں کی طرف سے بھی قربانی دیا کرتے تھے جو امت میں کبھی بھی پیدا ہونے تھے جن کو کسی وجہ سے یہ توفیق نہیں مل سکی۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت بخاری میں یہ درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بال کٹوائے۔ اسی طرح بعض صحابہ نے بھی بال کٹوائے اور بعد میں منڈوائے۔ تو آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ آپ نے استرے سے بال نہیں منڈوائے تھے بلکہ ان کو چھوٹا کروالیا تھا اور میں سوچتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے حسن کی شان یہی تھی اور اللہ کی رضا سے آپ نے ایسا کیا ہے ورنہ سر منڈوانے میں تو آپ کے لئے کوئی عار نہیں تھی۔ تو یہ ایک بہت ہی عظیم حکمت ہے جس کی وجہ سے آپ نے بال کٹوائے، چھوٹے کروالئے مگر منڈوائے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے چہرے کو ہمیشہ حسین ہی دکھانا چاہتا تھا۔

حضرت عبداللہ کہتے ہیں اس پر آنحضرت ﷺ نے ایک یا دو دفعہ فرمایا کہ اللہ بال کٹوانے والوں پر رحم فرمائے۔ پھر فرمایا نیز منڈوانے والوں پر بھی۔(صحیح بخاری کتاب الحج) بال کٹوانے والوں میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ شامل تھے اور پھر منڈوانے والوں میں اکثر صحابہ تھے تو ان پر بھی رحم کی دعا مانگی۔

آندھی کے سلسلہ میں ایک اور روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب آندھی آجاتی تو رسول اللہ ﷺ دعا کرتے اے اللہ میں اس ہوا کے خیر اور جو کچھ اس میں ہے اس کے خیر اور جس غرض کے لئے بھیجی گئی ہے اس کے خیر کا طلبگار ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس کے شر اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کے شر اور جس غرض کے لئے بھیجی گئی ہے اس کے شر سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل چھا جاتے تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ آپ کبھی باہر نکلتے، کبھی اندر آتے، کبھی آگے آتے، کبھی پیچھے ہٹتے۔ لیکن جب بارش برس چکتی تو آپ سے یہ کیفیت جاتی رہتی۔ میں آپ کے چہرے سے پہچان لیتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس پر تعجب ہوا اور آپ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا وجہ ہے کہ بارش کے وقت پہلے اور بعد میں آپ کے یہ حالات ہوتے ہیں۔ پہلے پریشانی ہوتی ہے اور پھر رنگ بدلتی ہے اور آپ کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! شاید اس وجہ سے کہ جیسے عاد کی قوم نے کہا تھا فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا کہ جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے کہا یہ بادل ہم پر بارش برسائیں گے۔(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء) تو مراد یہ ہے کہ گزشتہ قوموں کے جو انجام تھے وہ آنحضرت ﷺ کے پیش نظر رہتے تھے اور بڑے عجز کے ساتھ اور درد کے ساتھ یہ دعائیں کیا کرتے تھے کہ جس طرح پہلے بھی بعض دفعہ بارشوں نے پرانی قوموں کو ہلاک کر دیا یقیناً رسول اللہ ﷺ کی امت کو یہ خطرہ تو نہیں تھا کہ نعوذ باللہ آپ بھی ہلاک ہونگے مگر ساری امت کی جو فکر تھی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مستقبل میں ایسی بارشوں سے پناہ مانگا کرتے تھے جو تباہی کی بارشیں یا عذاب کی بارشیں ہوں اور یہ بھی روایت ہے کہ آپؐ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ موسلا دھار اور فائدہ مند بارش ہو۔(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب مایقال اذا مطرت)

حضرت سالم بن عبداللہؓ سے ایک روایت سنن ترمذی میں درج ہے۔ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بادلوں کی گرج اور آسمانی بجلی کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کرنا اور نہ اپنے عذاب سے ہلاک کرنا اور اس سے پہلے ہمیں معاف فرما دینا۔(سنن ترمذی کتاب الدعوات)۔ یعنی اگر کسی کی موت مقدر ہی ہے آسمانی بجلی سے یا کسی وجہ سے، کسی حادثاتی موت سے جس کا تعلق بارشوں اور بجلیوں سے ہو۔ فرمایا ہمیں مرنے سے پہلے معاف فرما دینا۔

حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ جہاں بارش طلب کرنے کی دعا کیا کرتے تھے بعض دفعہ بارش روکنے کی بھی دعا کیا کرتے تھے کیونکہ بارش ہی بعض دفعہ بہت زیادہ ہو جائے تو یہ بہت بڑی تباہی لے کے آتی ہے۔ لمبی حدیث ہے کتاب الاستقاء میں یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص جمعہ کے روز مسجد نبوی میں اس دروازے سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے آنحضرت ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کر کے عرض کیا۔ اب خطبہ میں بولنا تو جائز نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کوئی اعرابی تھا جس کو علم نہیں تھا ان باتوں کا وہ خشک سالی سے تنگ آچکا تھا تو اس نے اسی دوران رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا اور آپ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا۔ یا رسول اللہ مویشی مر رہے ہیں، راستے مخدوش ہو رہے ہیں، جیسے آج کل تھر کا حال ہے بہت بڑی تباہی وہاں مچی ہوئی ہے۔ مویشی

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020- 8553-3611

مر رہے ہیں راستے مخدوش ہو رہے ہیں۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہم پر بارش برسائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور دعا کرتے ہوئے تین مرتبہ کہا: اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا۔ اے اللہ ہم پر بارش کا پانی نازل کر۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہمیں اس وقت آسمان پر کوئی بادل یا بادل کا ٹکڑا نظر نہیں آرہا تھا جبکہ سلع پہاڑ تک ان دنوں کوئی گھر تعمیر نہ ہوا تھا۔ اچانک سلع کے پیچھے سے ڈھال کی شکل کی ایک بدلی نمودار ہوئی۔ جب وہ آسمان کے وسط میں آئی تو پھیل گئی، پھر بارش برسانے لگی۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم نے چھ دن تک سورج نہیں دیکھا، مسلسل بارش ہوتی رہی۔ پھر ایک شخص اگلے جمعہ اسی دروازے سے داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ وہ آپ کے سامنے کھڑا ہو کر مخاطب ہوا. اور کہا یا رسول اللہ! اموال تباہ ہو رہے ہیں، راستے منقطع ہو گئے ہیں، آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ بارش کو روک دے۔ راوی کہتا ہے کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے پھر کہا اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا۔ اے اللہ! ہمارے ارد گرد تو بارش ہو مگر ہمارے اوپر بارش نہ ہو اے اللہ! چوٹیوں اور پہاڑوں، چٹیل میدانوں، وادیوں اور جنگلوں پر بارش برسا۔ راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا دعا کرنا تھا کہ بارش ختم ہو گئی اور جب نماز جمعہ پڑھ کر نکلے تو دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ شریک کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا یہ دوسرا شخص وہی تھا جس نے بارش کے لئے دعا کا کہا تھا؟ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الاستسقاء) پس بعید نہیں کہ وہ شخص انسانی صورت میں جبرائیل ہوں جنہوں نے یہ سوال کیا ہو تاکہ امت کا فائدہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کی قبولیت کے نظارے امت محمدیہ دیکھے۔

اس ضمن میں آپ کو یاد ہو گا کئی دفعہ ہمارے جلسہ سالانہ کے موقع پر ایسا ہوا ہے کہ بڑی سخت بارش ہو رہی ہوتی تھی، اتنی کہ لگتا تھا کہ اس صورت میں جلسہ کرنا مشکل ہو جائے گا تو اس وقت امیر صاحب بھی یہی دعا کیا کرتے تھے، میں بھی یہی دعا کیا کرتا تھا اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اور اچانک بادل چھٹ جاتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ ارد گرد کے علاقوں میں بہت بارش ہو رہی ہے، مسلسل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ماحول میں دھوپ نکل آیا کرتی تھی۔ تو یہ رسول اللہ ﷺ کی برکت ہے کہ آپ کی امت میں اب بھی یہ نظارے دکھائے جاتے ہیں۔

اب سید الاستغفار کے متعلق ایک حدیث میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں بخاری کتاب الدعوات سے لی گئی ہے حدثنی شدّاد بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سید الاستغفار یہ ہے کہ تو یہ کہے اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اپنی استطاعت کے مطابق تیرے عہد اور تیرے وعدوں پر قائم ہوں۔ اپنے کئے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں۔ نیز اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ پس تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اس دعا پر یقین رکھتے ہوئے اسے دن کے وقت پڑھے گا اور پھر اسی دن شام سے قبل فوت ہو جائے تو وہ اہل جنت میں سے ہو گا اور جو کوئی رات کے وقت اس پر یقین رکھتے ہوئے پڑھے اور پھر صبح ہونے سے قبل فوت ہو جائے تو وہ بھی اہل جنت میں سے ہو گا۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب فضل الاستغفار)

اب آخر پر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کے تعلق ہی میں ہے اور استغفار کے بارہ میں خصوصیت سے جیسا کہ آپ نے پڑھا ہے، سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"سو انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کے نالے میں ہو کر حقیقی چشمہ انسانیت کی جڑوں تک پہنچتا ہے اور خشک ہونے اور مرنے سے بچا لیتا ہے۔ جس مذہب میں اس فلسفہ کا ذکر نہیں وہ مذہب خداتعالیٰ کی طرف سے ہرگز نہیں اور جس شخص نے نبی یا رسول یا راستباز یا پاک فطرت کہلا کر اس چشمہ سے منہ پھیرا ہے وہ ہرگز خداتعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ایسا آدمی خداتعالیٰ سے نہیں بلکہ شیطان سے نکلا ہے کیوں شَیْط مرنے کو کہتے ہیں"۔

مجلس میں ایک سوال ہوا تھا کہ شیطان کا لفظ کس مادہ سے نکلا ہے تو کل یہ سوال ہوا تھا آج ہی خداتعالیٰ نے اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں سکھا دیا۔ "شیط مرنے کو کہتے ہیں۔ پس جس نے اپنے روحانی باغ کو سرسبز کرنے کے لئے اس حقیقی چشمے کو اپنی طرف کھینچنا نہیں چاہا اور استغفار کے نالے کو اس چشمہ سے لبالب نہیں کیا وہ شیطان ہے یعنی مرنے والا ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ کوئی سرسبز درخت بغیر پانی کے زندہ رہ سکے۔ ہر یک متکبر جو اس زندگی کے چشمہ سے اپنے روحانی درخت کو سرسبز کرنا نہیں چاہتا وہ شیطان ہے اور شیطان کی طرح ہلاک ہو گا۔ کوئی راستباز نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے استغفار کی حقیقت سے منہ پھیرا اور اس حقیقی چشمہ سے سرسبز ہونا نہ چاہا۔ ہاں سب سے زیادہ اس سرسبزی کو ہمارے سید و مولا ختم المرسلین، فخر الاولین والآخرین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مانگا۔ اس لئے خدا نے اس کو اس کے تمام ہم منصبوں سے زیادہ سرسبز اور معطر کیا"۔

(نورالقرآن نمبر ۱۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۵۸)

بقیہ: جلسہ سالانہ آسٹریلیا از صفحہ ۱۶

نے انگریزی میں تقریر کی جس کا عنوان تھا "What is Islamic Cultre"۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم اطہر محمود صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ پر کی۔

مجلس شوریٰ

اسی روز شام ساڑھے چار بجے مجلس شوریٰ کا اجلاس مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا جو نماز مغرب اور عشاء کے بعد بھی جاری رہا۔

دوسرا دن

دوسرے دن جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز صبح دس بجے مکرم عبداللطیف مقبول صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر عمر شہاب خان صاحب نے انگریزی میں تقریر کی جس کا عنوان تھا "Peace not Terrorism"۔ ان کے بعد مکرم خلیل شیخ صاحب نے بھی انگریزی میں "Concept of HUman Rights in Islam" کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ مکرم ڈاکٹر امجد طارق صاحب نے "Philosophy of Suffering" کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب نے "حضرت بابا گرونانک اور سکھ ازم" کے موضوع پر تقریر کی۔

چوتھے اجلاس کا آغاز مکرم خالد سیف اللہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد چند غیر از جماعت دوستوں نے جلسہ سالانہ کے بارہ میں اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں اپنے تاثرات بیان کئے۔ اس کے بعد مکرم ظہور رسول بٹ صاحب نے انگریزی زبان میں "Jesus among the lost sheep" کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہ مکرم نعیم حبیب اللہ صاحب صدر مجلس انصاراللہ آسٹریلیا نے اردو میں "صداقت حضرت مسیح موعودؑ" کے موضوع پر اور مکرم تفضل حسین صاحب نے "Status of Women In Islam" کے موضوع پر تقریر کی۔ اجلاس کے اختتام پر ایک کوئز پروگرام ہوا جس میں آسٹریلیا کی سب جماعتوں کی ٹیموں نے شرکت کی۔

اختتامی اجلاس

مورخہ ۲۴؍اپریل جلسہ سالانہ کا اختتامی دن تھا۔ اختتامی اجلاس کی کارروائی مکرم مولانا محمود احمد صاحب شاہد امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی زیر صدارت ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد ایک غیر از جماعت دوست مکرم عبدالحمید صاحب جو میلبورن سے تشریف لائے تھے نے اپنے تاثرات جماعت احمدیہ کے بارے میں بیان کئے۔ اس کے بعد مکرم وحید احمد صاحب نے دعوت الی اللہ کے موضوع پر اور مکرم موسیٰ بن مصران صاحب نے "Blessings of Khilafat" کے موضوع پر اور مکرم مولانا مسعود احمد صاحب مبلغ سلسلہ برزبین نے اردو میں "بد رسومات کے متعلق اسلامی تعلیمات" کے موضوع پر تقاریر کیں۔

آخر میں مکرم مولانا محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے اپنے اختتامی خطاب سے پہلے جلسہ کی حاضری کے اعداد و شمار بیان فرمائے۔ آپ نے جلسہ کے جملہ انتظامات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے ہر شعبہ کے کارکنان نے نہایت ہی جذبہ اور لگن سے کام کیا ہے۔ شادی بیاہ کے بارے میں آپ نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ قول سدید ہمیشہ پیش نظر رہے اور حق مہر کی رقم کے بارے میں فرمایا کہ اس کی شرح جو کہ نظام جماعت میں رائج ہے اور حضرت مصلح موعودؓ نے جو شرح مقرر کی ہے اس کے مطابق صحیح حق مہر لکھوایا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی بابرکت تحریک ایم ٹی اے کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے جماعت کو تحریک فرمائی کہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اسی طرح آپ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ لین دین کے معاملہ میں ہمیشہ دیانت داری سے کام لیں۔ اگر کوئی بھائی کسی سے قرضہ لیتا ہے تو اس کو پھر احسن طریق سے واپس کرے اور کسی قسم کی ٹال مٹول سے کام نہ لے۔ آپ نے فرمایا کہ اکثر لوگ قرضہ تو لے لیتے ہیں لیکن ادائیگی کے وقت سستی دکھاتے ہیں۔ اور تھوڑا تھوڑا کر کے دیتے ہیں لہذا جماعت کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔

مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں جماعت کے اندر حسن اخلاق پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ آج آپ نے دنیا کے دل اپنے اچھے اخلاق سے جیتنے ہیں اور آپ وہ اچھے اخلاق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سیکھیں۔ اور جب دنیا آپ کے اچھے اخلاق کی گرویدہ ہو جائے گی تو لازماً اسلام کی طرف جھکے گی۔

محترم امیر صاحب نے آنے والے سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ وہ نہایت لمبے سفر طے کر کے یہاں پہنچے۔ آپ نے فرمایا کہ خداتعالیٰ ان کو بحفاظت اپنے گھروں میں واپس لے جائے اور سفر میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ اسی طرح محترم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ میں کام کرنے والے سب کارکنان کا بھی شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین جزا سے نوازے۔

اختتامی دعا سے پہلے محترم امیر صاحب نے جماعت کو دعاؤں کی طرف توجہ دلائی خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی اور درازیٔ عمر اور حضور کے مقاصد جلیلہ کے پورا ہونے کے لئے دعا کی تحریک کی۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور اس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ (الحمدللہ علی ذلک)

قرآن مجید اور دورِ حاضر

(دجال، یاجوج ماجوج کی کارروائیوں اور ایٹمی جنگوں کی بابت پیشگوئیوں کی روشنی میں)

(صالح محمد الہ دین پروفیسر آف اسٹرانومی (ریٹائرڈ) عثمانیہ یونیورسٹی۔انڈیا)

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور ہر ایک چیز کا تفصیلی علم اسے حاصل ہے ۔ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے۔ جو بھی علم انسان حاصل کرتا ہے خواہ وہ علم روحانی امور کے بارے میں ہو یا جسمانی امور کے بارہ میں۔ خواہ وہ علم الہام کے ذریعہ سے حاصل ہو یا سائنس کی تحقیقات کے ذریعہ بغیر الہام کی مدد کے حاصل ہو وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے: 'وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ '۔(البقرۃ :۲۵۶)۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر اللہ تعالیٰ کے علم کے کسی حصہ کو بھی پا نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ کے علم کا زبردست ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے رسولوں کے ذریعہ ایسے علوم دنیا میں ظاہر کرتا ہے جن سے اس وقت کی دنیا ناواقف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنی پہلی وحی میں ہی فرماتا ہے کہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (العلق :۶) یعنی انسان کو وہ کچھ سکھاتا ہے جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ آنحضرت ﷺ پر قرآن مجید آج سے چودہ سو سال پہلے نازل ہوا۔ قرآن مجید میں بہت سی ایسی باتیں مذکور ہیں جن کا انکشاف بعد میں ہوا ہے۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی عظیم الشان کتاب Revelation, Rationality, Knowledge & Truth. (Islam International Publications 1998) میں قرآن مجید کی ایسی کئی ایمان افروز باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ خاکسار اپنی تقریر میں دورِ حاضر (یعنی موجودہ زمانے) کی بعض باتوں کا تذکرہ کرنا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:" عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ"۔(الجن ۲۷۔۲۸)۔ یعنی غیب کا جاننے والا وہی ہے (یعنی اللہ ہی ہے) اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا سوائے ایسے رسول کے جس کو وہ اس کام کے لئے پسند کر لیتا ہے۔ یعنی وہ اس کو کثرت سے علوم غیبیہ بخشتا ہے۔

اس آیت کی تشریح میں امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی مذکورہ کتاب کے صفحہ ۲۷۵،۲۷۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نبی کے سوا کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رؤیا کشف اور الہام نہیں ہوتا۔ بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے سوا کسی دوسرے کو غیب کے علم پر غالب نہیں کرتا ہے ۔ ایک نبی کو جو علم غیب خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتا ہے وہ ایسے کمال کا ہوتا ہے کہ نبی کے علم غیب میں اور دوسرے نیک لوگوں کے علم غیب میں اس قدر نمایاں فرق ہوتا ہے کہ ایک نبی کو دوسرے تمام لوگوں پر غیر معمولی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ نبی کو جو علم غیب عطا کیا جاتا ہے وہ زیادہ تر روحانی امور اور مرنے کے بعد کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے لیکن Incidently یعنی ضمناً دنیوی امور کے بارے میں بھی علم غیب دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کے ایمان میں اضافہ ہو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو نبیوں کے سردار تھے ۔ آپ کو جو علم غیب اللہ تعالیٰ نے دیا وہ بینظیر ہے۔

تاریکی کے زمانہ کے بارہ میں پیشگوئی

جس طرح جسمانی زندگی میں دن کے بعد رات آتی ہے اور رات کے بعد دن آتا ہے اسی طرح روحانی زندگی میں بھی دن اور رات کا سلسلہ ہے ۔جب اللہ تعالیٰ کا رسول دنیا میں آتا ہے تو روحانی تاریکی دور ہو جاتی ہے اور لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ پھر ایک عرصہ گزرنے کے بعد لوگ خدا سے دور ہو جاتے ہیں اور دوبارہ تاریکی ہو جاتی ہے ۔ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ عظیم الشان روشنی کا زمانہ آیا تھا لیکن قرآن مجید نے بتایا تھا کہ ایک زمانہ کے بعد پھر تاریکی آ جائے گی جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے:

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ. ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ۔(السجدہ :۶،۷)

وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) آسمان سے زمین تک اپنے حکم کو اپنی تدبیر کے مطابق قائم کرے گا۔ پھر وہ اس کی طرف ایک ایسے وقت میں جس کی مقدار ایسے ہزار سال کی ہے جس کے مطابق تم دنیا میں گنتی کرتے ہو چڑھنا شروع کرے گا۔ یہ غیب اور حاضر کا جاننے والا خدا ہے جو غالب (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ ایک ہزار سال تک مسلمان دنیا میں کمزور ہوتے چلے جائیں گے ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت کا بہترین دور میری صدی ہے پھر اس کے بعد کی صدی کے لوگ اور پھر ان کے بعد کے لوگ۔ گویا آغاز اسلام کی تین صدیاں خیر و برکت والی ہیں جس کے بعد دین آسمان پر چڑھ جانے والا ہے۔ ان تین صدیوں میں ایک ہزار سال تنزل کے ملا دیں تو تیرہ سو سال بنتے ہیں۔ اس کے بعد امام مہدی و مسیح موعود کا ظہور مقدر تھا اور آنحضرت ﷺ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ اگر ایمان ثریا تک بھی چلا جائے گا تو وہ وہاں سے بھی اسے واپس لے آئیں گے۔ ہمارے اعتقاد کے مطابق یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پوری ہوئی ہے۔

دجّال کے متعلق پیشگوئی

آخری زمانہ میں دو وجودوں کے ظہور کا ذکر خاص طور پر حدیثوں میں آتا ہے۔ ایک دجال کا اور دوسرے یاجوج ماجوج کا۔

دجال کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو دجال سے ہوشیار نہ کیا ہو۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ہوشیار کیا اور میں بھی اس کی خبر دیتا ہوں اور قوم کو ہوشیار رہنے کی تلقین کرتا ہوں۔(کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۵۔سنن ابی داؤد و ترمذی)

دجال کے معنی ہوتے ہیں ملمع ساز، فریب کرنے والا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دجال کے فتنے سے بچنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے سورۃ الکہف کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنے کے لئے امت کو ہدایت فرمائی ہے۔

سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات میں ان لوگوں کو ڈرایا گیا ہے جنہوں نے خدا کا بیٹا قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال سے مراد عیسائی قوم ہے۔ سورۃ الکہف کے آخری رکوع میں ان کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ ان کی تمام تر کوششیں دنیا کی خاطر وقف ہیں اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

حدیث شریف میں اس کی یہ تشریح آئی ہے کہ دجال دائیں آنکھ سے کانا ہو گا اور اس کی بائیں آنکھ سیارہ کی طرح روشن ہو گی۔ اس سے مراد دین کی آنکھ سے محرومی اور دنیا کی آنکھ کا تیز ہونا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ازالہ اوہام میں دجال کے بارہ میں یہ وضاحت فرماتے ہیں:

"مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ سوائے بزرگو! دجال معہود یہی ہے جو آ چکا ہے مگر تم نے اسے شناخت نہیں کیا۔ ہاتھ میں ترازو لو اور وزن کر کے دیکھو کہ کیا ان سے بڑھ کر کوئی اور ایسا دجال آنا ممکن ہے جو فریبوں میں ان سے زیادہ ہو۔ اس دجال کے لئے جو تمہارے وہم میں ہے تم اگر بار بار یہ حدیث پیش کرتے ہو کہ اس قدر اس کا بڑا فتنہ ہو گا کہ ستر ہزار مسلمان اس کا معتقد ہو جائے گا۔ لیکن اس جگہ تو لاکھوں آدمی دین اسلام کو چھوڑ گئے اور چھوڑتے جاتے ہیں ۔ تمہاری عورتیں، تمہارے بچے، تمہارے پیارے دوست، تمہارے بڑے بڑے بزرگوں اور ولیوں کی اولاد، تمہارے بڑے بڑے خاندانوں کے آدمی اس دجالی مذہب میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ کیا یہ اسلام کے لئے سخت ماتم کی جگہ نہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ کس قدر ان لوگوں کے فتنہ نے دامن پھیلا رکھا ہے اور کس قدر ان لوگوں کی کوششیں انتہا تک پہنچ گئی ہیں۔ کیا کوئی ایسا بھی دقیقہ فریب اور مکر کا ہے جو انہوں نے رہزنی کے لئے استعمال نہیں کیا۔ کروڑہا کتابیں اسی غرض سے ملکوں میں پھیلائیں۔ ہزارہا واعظ اور منادا اسی غرض کے لئے جابجا چھوڑ دئے۔ کروڑہا روپیہ اسی راہ میں خرچ ہو رہا ہے"۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶۶)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسیح موعود دجال کو قتل کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیت کے غلط عقائد کی پرزور تردید کی ۔ آپ نے عقلاً بھی اور انجیل سے بھی تثلیث کے عقیدہ کا بطلان ثابت کیا۔ نیز آپ نے انجیل سے بھی اور تاریخ سے بھی ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ آپ نے تاریخی دلائل سے ثابت کیا کہ واقعہ صلیب کے بعد آپ ہجرت کر کے کشمیر تشریف لائے اور سرینگر محلہ خانیار میں آپ کی قبر بھی ثابت کر دی۔

یاجوج ماجوج کے متعلق پیشگوئی

قرآن مجید میں یاجوج ماجوج کا ذکر اس طرح آتا ہے:

حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَ ھُمْ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ (الانبیاء :۹۷) یعنی یاجوج ماجوج کھولے جائیں گے اور وہ ہر پہاڑی اور ہر سمندر کی لہر سے پھلانگتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں اس طرح ذکر ہے: وَتَرَکْنَا بَعْضَھُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰھُمْ جَمْعًا۔(الکہف :۱۰۰)۔ یعنی اور قومیں ایک دوسرے کے خلاف اٹھیں گی اور اس وقت ایک صور پھونکا جائے گا جو ان سب کو جمع کر لے گا۔

ان آیات کی تشریح میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب تبلیغ ہدایت میں تحریر فرماتے ہیں:

"اب جاننا چاہئے کہ یاجوج اور ماجوج سے انگریز اور روس مراد ہیں۔ جیساکہ بائبل میں صراحت کے ساتھ ان کا ذکر پایا جاتا ہے اور علامات ماثورہ بھی اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور انگریزوں کے ساتھ شمالی امریکہ کے لوگ بھی شامل ہیں کیونکہ وہ دراصل انہی کا حصہ ہیں۔ پہلے یہ قومیں کمزور حالت میں تھیں لیکن پھر خدا نے ان کو ترقی دی اور انہوں نے دنیا کے بیشتر حصہ کو گھیر لیا اور بہت طاقت پکڑ گئے اور ان کی یہ ساری ترقی موجودہ زمانہ میں ہوئی ہے۔ پہلے یہ حالت نہ تھی اور ان کا اور دوسری قوموں کا ایک دوسرے کے خلاف اٹھنا تو ایک بدیہی بات ہے جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں اور نفخ فی الصور سے مسیح موعود کی بعثت مراد ہے کیونکہ خدا کے مرسلین بھی ایک صور یعنی بگل کی طرح ہوتے ہیں جن کے ذریعہ خدا دنیا میں اپنی آواز کو بلند کرتا ہے اور پھر ان کے ذریعہ لوگوں کو

ایک نقطہ پر جمع کر دیتا ہے"۔

سورۃ الکہف میں یاجوج ماجوج کے ذکر کے بعد اگلے رکوع میں یہ آیت آتی ہے۔اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ ھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔(الکہف:۱۰۵)یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کی تمام تر کوشش اس ورلی زندگی میں ہی غائب ہوگئی ہے اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔لہذا یاجوج ماجوج کی بھی یہی صفت بتائی گئی ہے کہ ان کی تمام کوششیں دنیا کی خاطر وقف ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یاجوج ماجوج کے بارہ میں اپنی کتاب "ایام الصلح" میں یہ وضاحت فرماتے ہیں:

"اجیج آگ کو کہتے ہیں جس سے یاجوج ماجوج کا لفظ مشتق ہے۔اس لئے جیسا کہ خدا نے مجھے سمجھایا ہے یاجوج ماجوج وہ قوم ہے جو تمام قوموں سے زیادہ دنیا میں آگ سے کام لینے میں استاد بلکہ اس کام کی موجد ہے۔اور ان ناموں میں یہ اشارہ ہے کہ ان کے جہاز،ان کی ریلیں،ان کی کلیں آگ کے ذریعہ سے چلیں گی اور ان کی لڑائیاں آگ کے ساتھ ہونگی اور وہ آگ سے خدمت لینے کے فن میں تمام دنیا کی قوموں سے فائق ہونگے اور اسی وجہ سے وہ یاجوج ماجوج کہلائیں گے۔سو وہ یورپ کی قومیں ہیں"۔

('ایام الصلح' روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۴۲۴)

اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں فرماتے ہیں:

"ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں"۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۳)

"لیکچر سیالکوٹ" میں آپ فرماتے ہیں:

"یاجوج ماجوج دو قومیں ہیں جن کا پہلی کتابوں میں ذکر ہے اور اس نام کی یہ وجہ ہے کہ وہ اجیج سے یعنی آگ سے بہت کام لیں گی۔اور زمین پر ان کا بہت غلبہ ہو جائے گا۔اور ہر ایک بلندی کی مالک ہو جائیں گی۔تب اسی زمانہ میں آسمان سے ایک بڑی تبدیلی کا انتظام ہوگا اور صلح اور آشتی کے دن ظاہر ہونگے۔(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۱۱)

سورۃ التکویر میں دور حاضر کا نقشہ

قرآن مجید میں آخری زمانہ میں جس میں دجال نے ظاہر ہونا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشریف لانا تھا اس کا واضح نقشہ کھینچا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں ایسی زبردست ایجادات دنیا میں ہونگی کہ ایک بڑا انقلاب دنیا میں رونما ہوگا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس انقلاب کو لانے میں برطانیہ، یورپ، روس اور امریکہ نے نمایاں حصہ لیا۔سورۃ التکویر کی ابتداء میں اس زمانہ کی روحانی تاریکی کا ذکر ہے۔پہلی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ "وَاِذَاالشَّمْسُ کُوِّرَتْ"(التکویر:۲) یعنی جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔قرآن مجید نے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سِرَاجًا مُّنِیْرًا یعنی چمکتا ہوا سورج قرار دیا ہے۔لہذا اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی عظمت دلوں میں کم ہو جائے گی۔

پھر فرمایا "وَاِذَاالنُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ" (التکویر ۳) یعنی اور جب ستارے دھندلے ہو جائیں گے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا اَصحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِم اقْتَدَیْتُم اھْتَدَیْتُم یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کے پیچھے بھی چلوگے ہدایت پاجاؤ گے۔لہذا اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں صحابہ کی خوبیاں اور ان کے کمالات عمل کے لحاظ سے مٹ جائیں گے۔صحابہ کی شاندار روایات مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گی۔الغرض سورۃ التکویر کی ابتدائی دو آیات میں مسلمانوں کے روحانی تنزل کا ذکر ہے۔

حدیث شریف میں اس کی یہ تشریح آئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسلام کا محض نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے محض الفاظ باقی رہ جائیں گے (یعنی عمل جاتا رہے گا)۔اس زمانہ کے لوگوں کی مساجد تو بظاہر آباد ہونگی مگر ہدایت سے خالی ہونگی۔اور ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔ان سے ہی فتنہ پیدا ہوگا اور انہی میں لوٹ جائے گا۔(مشکوٰۃ کتاب العلم)

۱۸۷۹ء میں مولانا حالی نے اس حالت زار کا نقشہ یوں کھینچا تھا۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط اسلام کا رہ گیا نام باقی

اس کے بعد کی آیات میں اس مادی انقلاب کا ذکر آتا ہے جو یاجوج ماجوج کی کارروائیوں کے نتیجہ میں برپا ہوا۔فرمایا 'وَاِذَاالْجِبَالُ سُیِّرَتْ' (التکویر:۴)یعنی اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جب پہاڑ اپنی جگہ سے چلائے جائیں گے یعنی پہاڑوں کو اڑا اڑا کر رستے بنائے جائیں گے۔پہاڑوں کے نیچے ڈائنامیٹ رکھ دیتے ہیں اور وہ فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔موجودہ زمانہ میں بڑی کثرت سے پہاڑ اڑائے گئے ہیں اور رستے بنائے گئے ہیں۔

اسلامی اصطلاح میں پہاڑوں سے مراد بڑی عالمی طاقتیں بھی ہیں۔اس لحاظ سے پہاڑوں کے چلنے سے یہ مراد ہے کہ بڑی مادی طاقتیں، حکومتیں نہ صرف ابھریں گی بلکہ ان کا بہت اثر ورسوخ دنیا میں پھیلے گا اور ان کے ماتحت ایک ملک کے بعد دوسرا ملک آجائیگا۔

اس کے بعد سورۃ التکویر میں آخری زمانہ کی یہ خصوصیت بتائی گئی ہے کہ 'وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ' (التکویر:۵) یعنی اس زمانہ میں دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں آوارہ چھوڑ دی جائیں گی۔اس میں اشارہ ہے کہ نئی قسم کی سواریاں نکل آئیں گی جس کی وجہ سے اونٹوں پر سفر کرنے کی ضرورت بہت کم ہو جائے گی۔دس مہینے کی گابھن اونٹنی اس لئے کہا کہ کہ جب اونٹنی دس مہینے کی گابھن ہو تو اس کے بچے کے انتظار میں اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور تبھی اسے چھوڑا جا سکتا ہے جب اونٹ کی ضرورت باقی نہ رہے۔چنانچہ ریل، موٹر اور ہوائی جہاز نے اس پیشگوئی کو پورا کر دیا۔اس کی تائید میں یہ حدیث بھی ہے 'لیترکن القلاص فلا یسعی علیھا' (مسلم باب نزول عیسیٰ) یعنی اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی اور ان پر تیز سفر نہیں کیا جائے گا۔یہ پیشگوئی اس زمانہ میں اس صفائی کے ساتھ پوری ہو چکی ہے کہ کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔اس حدیث نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ قرآن مجید کی آیت 'وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ' زمانہ مسیح موعود کے متعلق ہے کیونکہ لَیُتْرَکُنَّ الْقِلَاص والی حدیث صریح طور پر مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق ہے۔

حدیث شریف میں دجال کی ایک علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ دجال ایک چمکدار گدھے پر سوار ہوگا اور وہ گدھا ایسا ہوگا کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع کا فاصلہ ہوگا۔اس کے ماتھے پر چاند ہوگا۔سر پر دھوئیں کا پہاڑ ہوگا۔یہ گدھا دن رات چلے گا۔صبح و شام سواری کے لئے بلائے گا۔میلوں تک اس کی آواز جائے گی۔مہینوں کا سفر ہفتوں میں اور ہفتوں کا سفر دنوں میں اور دنوں کا گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے کرے گا۔چھ چھ کوس پر اس کا قدم پڑے گا اور لوگوں کو گھیر لے گا اور ان کو کھا جائے گا یعنی پیٹ میں رکھ لے گا۔وہ لوگوں کو سمندر پر ڈال دے گا۔وہ آگ اور پانی کو قید کر کے چلے گا"۔(کنزل العمال)۔اس گدھے میں چراغ اور کھڑکیاں لگی ہونگی۔(مجمع بحار الانوار)

دجال کے گدھے کی جملہ علامات ریل گاڑی میں پائی جاتی ہیں۔ریل گاڑی میں دو کان یعنی دو آلات شنوائی ہیں کیونکہ کان سننے کا آلہ ہے۔ہر دو آیات (یعنی کانوں) میں ستر باع کا فاصلہ بھی ہے۔ایک کان ڈرائیور کے پاس ہے اور دوسرا گارڈ کے پاس۔ریل گاڑی کے ماتھے پر چاند یعنی Headlight ہوتی ہے۔سر پر دھواں ہوتا ہے۔یہ گاڑی دن رات چلتی ہے۔چھ چھ کوس پر اس کا قدم یعنی سٹیشن ہوتا ہے۔ریل گاڑی لوگوں کو اپنے پیٹ میں رکھ لیتی ہے اور لوگوں کو سمندر پر بعض بندرگاہوں تک پہنچا آتی ہے۔وہ آگ اور پانی کو قید کر کے چلتی ہے یعنی بھاپ سے (سٹیم سے)۔سوچو تو سہی چودہ سو سال پہلے لوگوں کو کیسے سمجھایا جا سکتا ہے کہ ریل گاڑی کیسی ہوگی۔جو کچھ حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے اُس سے بہتر طریقہ سمجھ میں نہیں آتا۔ہر ریل گاڑی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہمارے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کی عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔

(اس موضوع پر مزید تفصیل کے لئے دیکھیں مضمون دجال و یاجوج ماجوج کی حقیقت اورحضرت امام جماعت احمدیہ کا انعامی چیلنج از مکرم مولوی عبدالوکیل صاحب نیاز قادیان۔ جو بدر ۲۱/ ۲۸/ دسمبر ۱۹۹۵ء مسیح موعود نمبر میں شائع ہوا)

جس صدی میں ریل گاڑی ایجاد ہوئی اس صدی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ریل گاڑی کی ایجاد برطانیہ میں ہوئی۔۱۸۲۵ء میں پہلی گاڑی پبلک کے استعمال میں آئی اور Stockton اور Darlington کے درمیان برطانیہ میں چلی۔اس کے موجد George Stephenson تھے۔۱۸۳۰ء میں Liverpool اور Manchester کے درمیان چلی۔۱۸۳۶ء میں لندن میں ریل گاڑی شروع ہوئی۔

ہندوستان کی سب سے پہلی ریل گاڑی ۱۸۵۳ء میں بمبئی سے تھانہ تک چلی اور یہ ۳۴ کلومیٹر کا فاصلہ سوا گھنٹہ میں طے کیا۔پھر اتنی ترقی ہوئی کہ ۱۹۱۰ء تک ہندوستان میں ۳۲۰۰۰ میل کی لائن بن گئی۔

(New Encyclopaedia Brittanica 1992 P 365)

آنحضرت ﷺ سے لے کر اب تک چودہ صدیاں گزری ہیں۔ریل گاڑی کا عین اس صدی میں آنا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صدی تھی، قابل توجہ ہے۔کیونکہ کوئی علم خدا تعالیٰ کی مرضی کے بغیر دنیا میں نہیں آتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:

"اور منجملہ ان دلائل کے جو میرے مسیح موعود ہونے پر دلالت کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے وہ دو نشان ہیں جو دنیا کو کبھی نہیں بھولیں گے۔یعنی ایک وہ نشان جو آسمان میں ظاہر ہوا اور دوسرا وہ نشان جو زمین نے ظاہر کیا۔آسمان کا نشان خسوف کسوف ہے جو ٹھیک ٹھیک مطابق آیت کریمہ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اور نیز دار قطنی کی حدیث کے موافق رمضان میں واقع ہوا۔اور زمین کا نشان وہ ہے جس کی طرف یہ آیت کریمہ قرآن شریف کی یعنی وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ اشارہ کرتی ہے جس کی تصدیق میں مسلم میں یہ حدیث موجود ہے کہ وَیترکُ القِلاص فلا یسعی عَلَیھا۔

(تحفۂ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۴)

نیز اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

"جس شخص کو عرب کی پرانی تاریخ سے کچھ واقفیت ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اونٹ اہل عرب کا بہت پرانا رفیق ہے اور عربی زبان میں ہزار کے قریب اونٹ کا نام ہے اور اونٹ سے اس قدر قدیم تعلقات اہل عرب کے پائے جاتے ہیں کہ میرے خیال میں بیس ہزار کے قریب عربی زبان میں ایسا شعر ہوگا جس میں اونٹ کا ذکر ہے۔اور خدا تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ کسی پیشگوئی میں اونٹوں کے ایسے انقلاب عظیم کا ذکر کرنا اس سے بڑھ کر اہل عرب کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے اور پیشگوئی کی عظمت

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICAL NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

ان کی طبیعتوں میں بٹھانے کے لئے اور کوئی راہ نہیں۔ اسی وجہ سے یہ عظیم الشان پیشگوئی قرآن شریف میں ذکر کی گئی ہے۔ جس سے ہر ایک مومن کو خوشی سے اچھلنا چاہئے کہ خدا نے قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت جو مسیح موعود اور یاجوج ماجوج اور دجال کا زمانہ ہے یہ خبر دی ہے کہ اُس زمانہ میں یہ رفیق قدیم عرب کا یعنی اونٹ جس پر وہ مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے اور بلاد شام کی طرف تجارت کرتے تھے ہمیشہ کے لئے ان سے الگ ہو جائے گا۔ سبحان اللہ! کس قدر روشن پیشگوئی ہے۔ یہاں تک کہ دل چاہتا ہے کہ خوشی سے نعرے ماریں کیونکہ ہماری پیاری کتاب اللہ قرآن شریف کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے لئے یہ ایک ایسا نشان دنیا میں ظاہر ہو گیا ہے کہ نہ توریت میں ایسی بزرگ اور کھلی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور نہ انجیل میں اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب میں"۔(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۶۔۱۹۷)

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

اللھم صل علی محمد و ال محمد.

اس کے بعد سورۃ التکویر میں آتا ہے:

"وَاِذَاالْوُحُوْشُ حُشِرَتْ" (التکویر:۶)۔ یعنی اور جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔

اس آیت میں چڑیا گھر یعنی Zoo بنائے جانے کی پیشگوئی ہے۔ جس میں مختلف قسم کے وحشی جانوروں کو جمع کیا جاتا ہے۔ نئی سواریوں کے ذکر کے ساتھ چڑیا گھروں کے بنائے جانے کا یہ تعلق ہے کہ وحشی جانوروں کو ایک جگہ جمع کرنے کے لئے مناسب سواریوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ پیشگوئی بھی ہمارے زمانہ میں واضح طور پر پوری ہو چکی ہے۔ پہلے زمانہ میں شاید ساری دنیا میں بھی کوئی مقام ایسا نہیں مل سکتا تھا جہاں اس طرح جانور اکٹھے کئے گئے ہوں۔ مگر اب شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جس میں چڑیا گھر نہ ہو۔ علاوہ ازیں عجائب گھروں میں یعنی Museums میں مردہ جانوروں کی کھالوں میں بھوسہ بھر بھر کر ان کو رکھا جاتا ہے تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔ الغرض جس طرح موجودہ زمانہ میں وحشی جانوروں کو زندہ یا مردہ اکٹھا کیا گیا ہے اس کی مثال پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ التکویر)

اس کے بعد سورۃ التکویر ہی میں آتا ہے:

"وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ"۔ (التکویر:۷)

یعنی اور جب دریاؤں کو بہایا جائے گا یعنی جب دریاؤں کے پانیوں کو نکال کر دوسرے دریاؤں یا نہروں میں ملا دیا جائے گا۔

قرآن مجید میں دریاؤں کے ملائے جانے کا ذکر دوسری جگہ سورۃ الرحمٰن میں تفصیل سے اس طرح آتا ہے:

"مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ. بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ"

(الرحمٰن:۲۰،۲۱)

یعنی اس نے دو سمندروں کو اس طرح چلایا ہے کہ وہ ایک وقت میں مل جائیں گے۔ سردست ان کے درمیان ایک پردہ ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس واقعہ کے ساتھ سورۃ الرحمٰن میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب یہ دو دریا ملائے جائیں گے تو اس میں پہاڑوں جیسے جہاز چلیں گے۔

یہ پیشگوئی نہر سویز (Suez Canal) کے بننے سے (۱۸۵۹ء۔۱۸۶۹ء میں) پوری ہو گئی تھی۔ یہ نہر بحر الاحمر (Red Sea) اور بحر المتوسط (Mediterranean Sea) کو ملاتی ہے۔ یہ ۱۸۶۹ء میں کھولی گئی۔

دوسری جگہ سورۃ الفرقان میں فرماتا ہے:

"وَھُوَالَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ ھٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ ھٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ . وَجَعَلَ بَیْنَھُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا"۔(الفرقان:۵۴)

یعنی اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو چلایا ہے جس میں سے ایک تو خوش ذائقہ میٹھا ہے اور دوسرا نمکین اور کڑوا ہے۔ اور اس (اللہ) نے ان دونوں کے درمیان ایک حد فاصل اور روک ڈالی ہوئی ہے (یعنی اس وقت وہ سمندر ایسے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو پرے رکھتے ہیں اور ملنے نہیں دیتے)۔

یہ دونوں سمندروں کے ملنے کی پیشگوئی نہر پانامہ (Panama Canal) کے بننے کے ذریعہ (۱۹۰۳ء۔۱۹۱۴ء کے دوران) پوری ہو گئی۔ یہ بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) اور بحر الکاہل (Pacific Ocean) کو ملاتی ہے۔

ہمارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵؍جنوری ۱۹۹۸ء کو اپنے درس القرآن میں یہ فرمایا تھا کہ نہر پانامہ وسطی امریکہ کے جنوب میں واقع کوسٹاریکا (Coasta Rica) کے ایک علاقہ پانامہ سے گزرتی ہے۔ قرآن کریم کی آیات بعینہ اس جگہ کی نشاندہی کر رہی ہیں .... یاد رہے کہ بحر الکاہل یعنی Pacific Occean کا پانی سب سمندروں سے مقابلۃً میٹھا ہے مگر یہ نشان دہی کافی نہیں۔ فرمایا ان دونوں کے درمیان بہت بڑی روک ہے مگر جب یہ Merge کر رہے ہوتے ہیں تو میٹھا اور کڑوا پانی مل رہا ہوتا ہے۔ دنیا کے سمندروں میں پانامہ کے سوا کوئی اور جگہ نہیں جہاں سمندر کے کڑوے پانی کو دوسرے سمندر سے ملنے سے پہلے میٹھا بنایا جاتا ہے۔ بحر الکاہل اور بحر اوقیانوس کے درمیان ۸۲ کلو میٹر کی برزخ تھی جسے نہر پانامہ کے ذریعہ ملا دیا گیا۔ اس کا آغاز ۱۸۸۱ء میں فرانسیسیوں نے کیا لیکن پھر چھوڑ دیا۔ ۱۸۸۹ء میں پھر شروع کی، پھر ناکامی ہوئی۔ ۱۹۰۳ء میں امریکہ نے یہ مہم اپنے ذمہ لی ......اور ۱۹۱۴ء میں اسے باقاعدہ کھول دیا۔ ۱۹۷۸ء تا ۱۹۹۹ء اس کے حقوق اقوام متحدہ کے پاس ہیں۔ (سن ۲۰۰۰ء سے اسے پانامہ کی تحویل میں دے دیا گیا ہے۔ ناقل) اس میں خاص توجہ کے لائق اس کا میٹھا پانی ہے اور سمندر کو دوسرے سمندر سے ملنے کی اجازت نہیں جب تک وہ وہاں سے گزر کر میٹھا نہ ہو جائے۔ حضور نے فرمایا اس آیت کا اطلاق سوائے پانامہ کے کسی اور پہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ میٹھا اور وہ کڑوا اور ان دونوں کے درمیان ۸۲ کلو میٹر کی جدائی۔ اس کو کہتے ہیں شان نزول کہ مستقبل کی باتوں کو اس طرح بیان کرے کہ کوئی جھول نہ رہے۔

(منقول از الفضل انٹرنیشنل ۱۳؍فروری ۱۹۹۸ء)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

تقریب آمین

مورخہ ۳۰؍مئی ۲۰۰۰ء بعد از نماز عصر مسجد فضل لندن میں حسب ذیل بچوں کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب بچوں کو قرآن کریم کی آخری تین سورتیں پڑھائیں اور دعا ختم القرآن دہرائی۔ ان خوش نصیب بچوں کے نام یہ ہیں:

(۱) عزیزہ غزالہ حفیظ بنت چوہدری حفیظ احمد صاحب آف لیمنگٹن سپا۔

(۲) عزیزہ وردہ بنت مظفر احمد صاحب حلقہ مسجد فضل

(۳) عزیزم فراز احمد خان ابن مکرم منیر احمد خان صاحب آف نیو مولڈن۔

(۴) عزیزم حمزہ بربوش ابن مکرم عبادہ بربوش صاحب (ترجمان لقاء مع العرب و ایڈیٹر عربی مجلّہ التقویٰ)۔

اللہ تعالیٰ ان بچوں کے لئے قرآن کریم کے ناظرہ کے پہلے دور کی تکمیل مبارک فرمائے اور قرآن مجید کی برکات سے ان کی زندگیاں ہمیشہ معمور رہیں۔ (رپورٹ: بشیرالدین سامی نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

COLOUR
COLOURSAT

PRIME TV - Now available in Europe with direct delivery service

Call now SA*TV*CARD on free phone number + 800 2222 1000 or e-mail info@satvcard.com and receive within 48 hours your digital satellite system installed at home.

Package 1
Complete package including:
- 60 cm dish + cable + connectors
- Strong Common Interface receiver
- Conax CA-Module
- Smart Card including 1 year Prime TV subscription

Only 590 EURO

Package 2
Complete package including:
- Conax CA-Module
- Smart Card including 1 year Prime TV subscription

Only 235 EURO

Prices for large quantity available on request!
Introduction offer: Valid until June 1st 2000.

ColourSat Support Centre, P.O. Box 6914, St. Olavs plass, 0130 Oslo, Norway. Fax: + 47 22 77 83 75.
E-mail: coloursat.support@telenor.com www.coloursat.com

Prime
Telenor

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

MTA International

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98. To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ Digital LNBs from £19+
HUMAX CI £220+ Dishes from 35cm to 1.2m

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

MAIL ORDER · EXPORT · SONY Entertainment Television · BANGLA TV · skydigital · ZEE TV · B4U

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

* All prices are exclusive of VAT

اللہ سے تقویٰ کی استطاعت مانگو۔ تقویٰ بڑھے گا تو مال خود بخود پھوٹ پھوٹ کر خدا کی راہ میں نکلیں گے۔ (ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

علامہ اقبال کی بڑی بہو کی

جلی کٹی باتیں

(شیخ عبدالماجد ۔ لاہور)

علامہ اقبال کے پہلوٹھی کے بیٹے آفتاب اقبال کی اہلیہ بیگم رشید صاحبہ نے حال ہی میں "علامہ اقبال اور ان کے فرزند اکبر آفتاب اقبال" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں بعض اہل علم اور اقبال کے سوانح نگاروں سے شکایت کی گئی ہے کہ انہوں نے "آفتاب اقبال" کو سمجھنے میں جو کوتاہیاں کی ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہر طرح کی افواہوں کو حقائق کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

حالانکہ اسی کتاب کی تعارفی سطور میں ڈاکٹر صابر کلوروی لکھتے ہیں:

"اقبال کے تعلقات پہلی بیوی سے اچھے نہ تھے اور فطری طور پر "آفتاب اقبال" ماں کی طرف تھا جس سے اقبال کو دکھ تھا۔ زمانہ طالبعلمی میں اس کی عادتیں خاص طور پر اقبال کا نام استعمال کر کے ان کے دوستوں کی مدد کا طالب ہونا اقبال کو پسند نہ تھا اور قدرے عیاشانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ (دیکھئے حیدرآباد دکن کے آرکائیوز سے ملنے والے خطوط)۔ اقبال اپنے خطوط میں اس کے لئے سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ (یہ کم بخت......) (مظلوم اقبال) حذف شدہ خط شاعر۔ اقبال نمبر انڈیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اقبال کو بہت دکھ پہنچائے۔ لیکن میرے نزدیک "آفتاب اقبال" کی شادی کے بعد کی زندگی صاف ستھری ہے"۔

(صفحہ ۱۸)

علامہ اقبال اور ان کے فرزند کے درمیان کس نوعیت کی کشمکش، مغائرت یا دوری تھی۔ یہ راقم کا موضوع نہیں۔ راقم قارئین کی توجہ بیگم آفتاب اقبال، محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ کے اس مضمون کی طرف دلانا چاہتا ہے جو انہوں نے "بڑے بھائی یعنی شیخ عطا محمد صاحب کا چھوٹے بھائی یعنی علامہ اقبال سے انتقام" کے عنوان سے صفحہ نمبر ۱۰۰ پر درج کیا ہے۔ نیز علامہ کی طرف سے آفتاب اقبال کے ہائی سکول قادیان میں داخلہ کے متعلق چند ادھوری باتوں کا تذکرہ مقصود ہے۔

محترمہ لکھتی ہیں:

"جب تک مرزا غلام احمد صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اقبال اور ان کے والد، ان سے ملتے تھے، ان کی عزت کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ قابل انسان تھے لیکن جب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو اقبال اور ان کے والد نے ملنا چھوڑ دیا لیکن بابو عطا محمد صاحب نے بیعت کر لی لہذا اس بات کا اس کو بہت غصہ تھا کہ اقبال احمدی کیوں نہیں ہوئے اور اب ان کو چین کی زندگی گزارنے نہیں دوں گا۔ ساری زندگی اقبال کو تنگ کرنے کی تجویزیں سوچتے رہتے تھے۔ اقبال کے انتقال تک دشمنی جاری تھی۔ (صفحہ ۱۰۱)

واضح رہے کہ جو جو دعوے حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ہم ان کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ آپ نے ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔ آفتاب اقبال ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے تھے ۱۹۱۰ء میں آپ بارہ سال کے تھے جب علامہ اقبال نے علی گڑھ میں "ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر" والا لیکچر دیا۔ اس لیکچر میں علامہ نے احمدیوں اور غیر احمدیوں کی روحانی حالت کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔ جہاں احمدیوں کو اپنے بارہ سالہ تجربہ کی بنیاد پر حضرت مرزا صاحب کے ہر نوع کے عووں کے بعد "اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ" قرار دیا ہے۔ وہاں کثیر التعداد غیر احمدی گروہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول طلباء کا گروہ اور دوسرے قدیم اسلامی تہذیب پر علمبردار کا طبقہ۔

غیر احمدی گروہ

اقبال کے نزدیک غیر احمدی طلباء کی روحانی حالت اس قدر ناگفتہ بہ ہو چکی ہے کہ آپ اپنے بارہ سالہ رنج دہ تجربہ کی بنیاد پر فرماتے ہیں کہ یہ جماعت روحانی اعتبار سے ایک "مردہ لاش" ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر موجودہ صورت حال ۲۰ سال تک اور قائم رہی تو وہ اسلامی روح جو چند قدیم اسلامی تہذیب کے علمبرداروں کے فرسودہ قالب میں ابھی تک زندہ ہے وہ بھی اس جماعت کے جسم سے بالکل ہی نکل جائے گی"۔

علامہ کے الفاظ یہ ہیں:

The Muslim Community A Social Study

"It has been my painful experience that the Muslim student ignorance of the social,ethical and political ideals that have dominated the mind of his community, is spiritualy dead and if the present state of affairs is permitted to continue for another twenty years, the Muslim spirit which is now kept alive by a few representetives of the old Muslim Culture will entirely disappear from the life of our Community."

احمدیہ جماعت

اس کے مقابل پر احمدیہ جماعت کے متعلق آپ نے فرمایا:

In the Punjab the essentially, Muslim type of charactor has found a powerful expression in the so called Qadiani sect.

ظاہر ہے اس دور میں اقبال سمجھتے تھے کہ تحریک احمدیہ سے باہر جو کچھ ہے وہ یا تو روحانی لحاظ سے "مردہ لاش" ہے یا ایسا فرسودہ قالب ہے جس سے اسلامی روح نکلنے والی ہے

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ! یہ وہ حقائق ہیں جو اقبال نے خود بیان کئے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے تمام دعووں کے بعد تحریک احمدیہ سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ آپ حقائق کو نظر انداز کر کے نہ جانے افواہوں کے پیچھے کیوں بھاگ رہی ہیں۔

اقبال کے نزدیک اس دور کے مدرّس اور واعظ اپنے مبلغ علم اسلامی میں کمی کے باعث تیز تاریخ، اقتصادیات اور عمرانیات کے حقائق سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے عوام کی تربیت کا ذریعہ بطریق احسن سرانجام دینے سے قاصر ہیں۔ اقبال اس لیکچر میں تجویز کرتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک اسلامی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جانا چاہئے تاکہ تمام بکھری ہوئی تعلیمی قوتیں شیرازہ بند ہو سکیں۔

آفتاب اقبال کا قادیان کے ہائی سکول میں داخلہ

اگلے سال ۱۹۱۱ء میں علامہ کی موجودگی میں مولانا ظفر علی خان نے ایک جلسہ میں اس لیکچر کا اردو ترجمہ سنایا۔

۱۹۱۱ء میں ہی علامہ اقبال نے الندوہ، علی گڑھ اور مدرسہ دیوبند یا اس قسم کے دیگر مدارس کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے لخت جگر آفتاب اقبال کو جبکہ اس کی عمر ۱۳ سال تھی دینی تعلیم کے حصول کے لئے قادیان بھجوا دیا۔

علامہ کی نیت یہی ہوگی کہ میرا بیٹا روحانی طور پر غیر احمدی طلباء کی طرح "زندہ لاش" بننے کی بجائے احمدیت کا اثر قبول کر کے "اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ" بن جائے۔ یہ تو باطل سوز اقدام ہے۔ آپ اسے "حیاسوز" حرکت کہہ رہی ہیں۔

پس منظر کو نظر انداز کرنا

"ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر" کے حوالے سے جو پس منظر ہم نے بیان کیا ہے محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ نے اسے کلی طور پر نظر انداز کر دیا ہے۔ لکھتی ہیں کہ علامہ نے اپنے بیٹے کو سیالکوٹ شہر کی کنک منڈی کے ساتھ مشنری سکول سے اٹھوا کر قادیان کے تعلیم الاسلام سکول میں اس لئے داخل کروایا تھا کہ ایک دفعہ علامہ کے کسی دوست نے علامہ کے سامنے قادیان سکول کے اعلیٰ معیار تعلیم کا ذکر کیا تھا۔ اس مدرسے کا انتظام و انصرام قادیانی جماعت کے اکابر کے ہاتھ میں تھا۔

لکھتی ہیں: اس اقدام کو علامہ اقبال کے بھتیجے شیخ اعجاز احمد نے اقبال کی قادیانی جماعت سے عقیدت کا مظہر قرار دیا ہے۔

حیا سوز اقدام

پھر لکھتی ہیں: علامہ اقبال ایسا عاشق رسول ایسے حیاسوز اقدام کا ارتکاب نہیں کر سکتا تھا۔ ان کے پیش نظر صرف (قادیان کے) ادارے کا معیار تعلیم اور اعلیٰ تربیت کا انتظام تھا۔ (صفحہ ۱۲۲،۱۳۱)

راقم کی رائے میں آفتاب کو قادیان کے سکول میں داخل کروانے کی وہی وجہ زیادہ معقول نظر آتی ہے جسے شیخ اعجاز احمد صاحب نے بیان کیا ہے یعنی علامہ اقبال کی تحریک احمدیہ سے عقیدت۔ علامہ کے اس اقدام کو حیا سوز اقدام قرار دینا علامہ کی بہو کو زیب نہیں دیتا۔

محترمہ! آفتاب اقبال کی بیوی ہونے کے ناطے سے بھی آپ کو یہ الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہئے تھے۔ راقم عرض کرتا ہے کہ ۱۹۸۳ء سے چند سال پہلے آپ کے خاوند آفتاب صاحب اپنے ایک بیٹے کو احمدیہ مسجد فضل لندن میں لائے اور چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سے درخواست کی کہ اسے احمدی بنالیں۔ حضرت چوہدری صاحب فرماتے ہیں میں نے آفتاب سے کہا پہلے اسے تعلیم احمدیت سے واقف ہونا چاہئے۔ احمدیت کا قبول کرنا کسی ایسوسی ایشن کی ممبری قبول کرنا نہیں۔

(انٹرویو سر محمد ظفر اللہ خان ماہنامہ انصار اللہ ربوہ۔ نومبر ۱۹۸۵ء صفحہ ۱۸)

حیاسوزی کا ذکر چل ہی پڑا ہے تو رشیدہ بیگم صاحبہ اپنے بچوں کو ان کے والد محترم کے بچپن کا یہ واقعہ بھی سنا دیں۔ اخبار الفضل قادیان لکھتا ہے:

"ڈاکٹر محمد اقبال صاحب پی ایچ ڈی مشہور شاعر کے نوجوان فرزند آفتاب اقبال نے (جو یہاں ہائی سکول میں تعلیم پاتا ہے) پھر اپنا مضمون سنایا۔ اس میں احمدی جماعت ہی کو خدا تعالیٰ کی پاک جماعت مان کر پھر مرکز سے قطع تعلق کرنے والوں پر اظہار افسوس تھا"۔ (پرچہ ۳۱/دسمبر ۱۹۱۲ء)

فرینکفرٹ کے نزدیک فرید برگ میں سیکنڈ ہینڈ کاروں کی خرید و فروخت کا مرکز

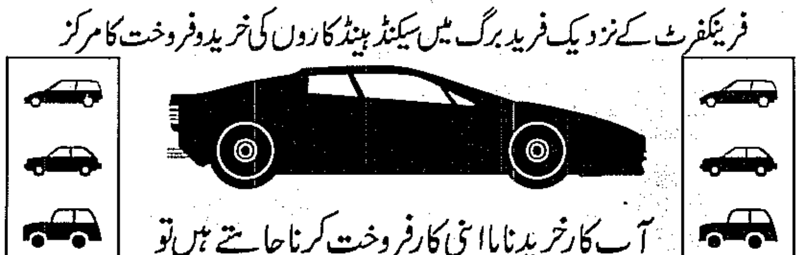

آپ کار خریدنا یا اپنی کار فروخت کرنا چاہتے ہیں تو

ہمارے ہاں تشریف لائیں یا بذریعہ فون یا فیکس رابطہ کریں

نقد ادائیگی کے ساتھ TÜV کے بغیر کاریں بھی خریدی جاتی ہیں

Malik Asif Mahmood

Saar Str. 25, Friedberg

Tel. Office: 0171-6214360, (Mobile)

Tel. Prv. 06031-7685 Fax : 06031-680352

واضح رہے کہ برصغیر کے متعدد مسلم مشاہیر ایسے تھے جنہوں نے بانی سلسلہ احمدیہ یا تحریک احمدیہ کی مخالفت نہیں کی، یا تعریف کی ہے۔ان میں مولانا شبلی نعمانی، مولانا حالی، مولانا اکبرالہ آبادی، مولانا عبدالحلیم شرر، علامہ اقبال کے استاد مولانا میر حسن، خواجہ حسن نظامی، مولانا غلام رسول مہر، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا عبدالماجد دریا آبادی وغیرہ شامل تھے۔ لیکن ان میں سے کسی کا بھی احمدیت کے ساتھ ایسا گہرا تعلق نہیں رہا کہ اس نے اپنے لخت جگر کو دینی تعلیم کے حصول کے لئے برضاو رغبت سالہاسال (۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۶ء تک) قادیان بھجوائے رکھا ہو۔ بانی سلسلہ احمدیہ کو ہندی مسلمانوں میں غالباً سب سے بڑے "دینی مفکر" کے طور پر پیش کیا ہو۔ آپ کی جماعت کو "سیرت اسلامی کا ٹھیٹھ نمونہ" قرار دیا ہو۔ پھر کوئی بھی تحریک احمدیہ سے اتنا متاثر نہیں رہا کہ اس نے اپنے ذاتی یا رفیقہ حیات کے سلسلہ میں شرعی فتوے قادیان سے منگوائے ہوں۔ وفاتِ مسیح کا اقرار کیا ہو اور امت میں نئے مسیحا (New Christ) کی ضرورت کو تسلیم کیا ہو۔ احمدیت کے خلاف محاذ آرائی کے دور میں بھی "صالح آدمی" قرار دیتے ہوئے اپنے اس بھتیجے کو اپنے بچوں کے گارڈینز میں بھی شامل کیا ہو جو کچھ عرصہ قبل تحریک احمدیہ سے وابستہ ہو چکا تھا"۔

محترمہ! آپ کے نزدیک تو آپ کے سسر کے "حیاسوز" اقدامات کی فہرست بہت طویل ہو گی!۔

راقم پھر عرض کرے گا کہ سیالکوٹ کے مشنری سکول اور قادیان کے ہائی سکول کے ماحول میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ قادیان کا اس دور کا ماحول نہایت پاکیزہ اور محض خالصتاً للہ کے اصول پر تھا۔ یہاں ہر شخص کے دل میں "صداقت دین متین" کے لئے کوٹ کوٹ کر جوش بھرا ہوا تھا۔ یہاں کے باسیوں کے سینے توحید سے سرشار چشمے تھے جو ابل ابل کر تشنگان معرفت توحید کو فیض یاب کر رہے تھے۔

آیئے ۱۹۱۳ء کے ہائی سکول اور قادیان کے عمومی ماحول کی کہانی امر تسر کے ایک معزز غیر از جماعت میاں محمد اسلم صاحب کی زبانی سنئے اور یہ دیکھئے کہ وہ کون سی زبردست کشش تھی جس نے علامہ اقبال کو مجبور کر دیا کہ وہ سیالکوٹ کے مشنری ماحول سے اپنے لخت جگر کو اٹھا کر لاہور، امر تسر، لدھیانہ، دہلی اور سہارن پور کے مقامات کے مستند اور اعلیٰ پایہ کے علماء کی طرف رجوع کرنے کی بجائے ایک تیرہ سالہ بچے کو قادیان کی گمنام بستی کی طرف بھجوانے کو ترجیح دیں جہاں پہنچنے کے لئے گیارہ میل کی کچی سڑک کے ہچکولے اور گرد پھانکنے پڑتے تھے۔

افسوس! یہاں پھر علامہ اقبال کی بہو محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ نے دونوں مقامات کے ماحول کو مد نظر نہیں رکھا اور علامہ اقبال کے اقدام کو حیاسوز اقدام سے تعبیر کر دیا ہے۔یہ وہ دور تھا جب آفتاب قادیان میں تعلیم پا رہا تھا۔ میاں محمد اسلم صاحب مارچ ۱۹۱۳ء میں ماحول کا جائزہ لینے کے لئے قادیان پہنچے تھے۔وہ لکھتے ہیں:

"............ علاوہ ازیں میں نے قادیان کی احمدی جماعت کی اس جدوجہد کو بکمال غور و خوض دیکھا جو وہ مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قیام کے ذریعہ دنیا میں حقیقی اسلامی قوم پیدا کرنے کی مدعی بن کر کر رہی ہے۔ اس اپنے عملی پروگرام کو پورا کرنے کی مستعدی میں احمدی جماعت قابل مبارک بادی ہے (قریباً اسی قسم کا اظہار اس سے قبل علامہ اقبال بھی کر چکے تھے جب انہوں نے تحریک احمدیہ کو "سیرت اسلامی کا ٹھیٹھ نمونہ" قرار دیا تھا) کیونکہ جہاں ہائی سکول میں مسلمان طالبعلموں کو مروجہ دنیاوی علوم کی تعلیم دی جارہی ہے وہاں **نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر قرآن مجید کی مفسرانہ تعلیم کے ذریعہ حقیقی فلسفہ اسلام سے ان کے دل و دماغ معمور کئے جا رہے ہیں**۔ علاوہ اپنے لائق ماسٹروں اور ٹیوٹروں سے اسلامی تعلیم و تہذیب کے سیکھنے کے، ہر ایک سکول کا طالب علم نماز عصر کے بعد نماز شام تک مولوی نورالدین صاحب کے آگے بڑی مسجد میں ان کے باقاعدہ درس قرآن شریف کے وقت زانوئے شاگردی تہ کرنے کو پابند کیا گیا ہے اور ہائی سکول قادیان کے طالب علم کو روزانہ ذہن نشین کرایا جاتا ہے کہ جس اسلام کے ارکان مذہبی کی ادائیگی تم سے حکماً سکول میں کرائی جاتی ہے وہ فطرتاً تم پر قوانین قدرت زندگی کے باقی لوازمات سے بڑھ کر بطور ایک زبردست واہم فرض کے عائد کر دیئے ہیں۔ یہ نہیں کہ علی گڑھ کالج کے طلباء کی طرح ان سے نماز تو جبراً پڑھائی جائے اور نماز کے پڑھنے کی ضرورت فلسفہ فطرت کی رو سے انہیں نہ پڑھائی جائے۔ جس سے علی گڑھ کے طلباء کی طرح وہ نماز کو ایک زبردستی بیگار تصور کرتے ہوئے اسلام کے متعلق نفرت کا بیج دل میں بونے پر مجبور ہوں"۔(حیات نور ۔صفحہ ۲۰۰ از مولانا شیخ عبدالقادر مربی مرحوم سابق سوداگر مل)

محترمہ! یہ تھا وہ مابہ الامتیاز سیالکوٹ اور قادیان کا جسے آپ بڑی دریادلی سے نظرانداز کر گئیں مگر جسے اقبال نظرانداز نہ کر سکے۔

اپنے بڑے بھائی سے دشمنی یا بے مثال دوستی وعقیدت

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ نے ایک جلی کٹی یہ بھی سنائی ہے کہ علامہ اقبال کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد، علامہ کو تنگ کرنے کی تجویزیں سوچتے رہتے۔ اقبال کے انتقال تک ان کی دشمنی جاری رہی۔ حالانکہ دونوں بھائیوں کی دوستی ایسی ظاہر و باہر ہے کہ آفتاب کی طرح چاروں طرف پھیل رہی ہے۔ اگر عناد اور تعصب کی تاریکی درمیان میں نہ ہو تو علامہ کے دل میں اپنے بڑے بھائی کی بزرگی اور الفت اور پیار ادنیٰ التفات سے معلوم ہو سکتا ہے۔

شیخ عطا محمد صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے علامہ اقبال سے باہمی تعلقات میں بھائیوں کی محبت سے زیادہ آپ کی طرف سے باپ کی شفقت اور ان کی طرف سے بیٹے کی سعادت کی جھلک نظر آتی ہے۔ شیخ صاحب نے جواب دیا کہ اس کی دو وجوہات ہیں۔ایک تو یہ کہ ان کی پیدائش کے بعد ۱۸ سال تک ان کے والدین کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا اس لئے وہ شدت سے ایک چھوٹے بھائی کی کمی محسوس کرتے تھے۔ جب اقبال پیدا ہوا تو انہیں اس سرخ و سفید گول مٹول بچے سے بڑی محبت پیدا ہو گئی۔ دوسرے خود ان کے ہاں ۱۸۹۹ء تک کوئی اولاد نرینہ نہ ہوئی۔ ایک لمبے عرصہ تک اولاد نرینہ سے محروم رہنے کی وجہ سے انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی ہی کو "بیٹا" سمجھ لیا۔ وجوہات کچھ بھی ہوں، دونوں بھائیوں میں بے مثال محبت تھی۔

(دیکھئے مظلوم اقبال صفحہ ۵۰)

علامہ اقبال بڑے بھائی کی صفائی پیش کرتے ہیں

علامہ اقبال نے بھی اپنی دو نظموں میں اس مثالی محبت کا ذکر فرمایا ہے۔ بڑے بھائی کا تذکرہ کس پیارے انداز میں فرماتے ہیں ۔

وہ میرا یوسف ثانی و شمع محفل عشق
ہوئی ہے جس کی محبت قرار جاں مجھ کو
جلا کے جس کی محبت نے دفتر من و تُو
ہوائے عیش میں پالا کیا جواں مجھ کو
وہ میرا یار بھی، محبوب بھی، برادر بھی
کہ جس کے عشق سے جنت ہے یہ جہاں مجھ کو
ریاض دہر میں مانند گل رہے خنداں
کہ ہے عزیز تر از جاں وہ جانِ جاں مجھ کو

پھر اپنی والدہ کی وفات پر اپنی مشہور نظم "والدہ مرحومہ کی یاد میں" بڑے بھائی کا ذکر فراموش نہ کر سکے۔ فرماتے ہیں۔

وہ جواں قامت میں ہے جو صورتِ سرو بلند
تیری خدمت میں ہوا جو مجھ سے بڑھ کر بہرہ مند
کاروبارِ زندگانی میں وہ ہم پہلو میرا
وہ محبت میں تری تصویر وہ بازو میرا
تجھ کو مثل طفلک بے دست و پا روتا ہے وہ
صبر سے ناآشنا صبح و مسا روتا ہے وہ
تخم جس کا تو ہماری کشتِ جاں میں بو گئی
شرکت غم سے وہ الفت اور محکم ہو گئی

اب علامہ اقبال تو اپنے بڑے بھائی کے لئے یوسف ثانی، شمع محفلِ عشق، یار، محبوب، برادر، اپنا ہم پہلو اور اپنا بازو قرار دیں اور علامہ کے فرزند اور بہو اُنہیں اقبال سے انتقام لینے والا اور اقبال کا عمر بھر کا دشمن گردانیں۔ یہ زیادتی نہیں تو اور کیا ہے۔ راقم کی رائے میں اس رویہ کو اقبال دشمنی کے مترادف قرار دیا جا سکتا ہے۔

راقم عرض کرتا ہے کہ جب علامہ اقبال کی وفات ہوئی تو شیخ عطا محمد صاحب سیالکوٹ میں تھے اور علامہ کی صحت یابی کے لئے دعاؤں میں مصروف تھے۔ آپ کا آخری خط جو علامہ کی وفات کے بعد موصول ہوا۔اس میں لکھا تھا:

برادر عزیز! السلام علیکم

اگرچہ میں سیالکوٹ میں ہوں لیکن میرا خیال آپ کی طرف رہتا ہے............ انشاءاللہ آپ کو شفا ہو گی اور میں جلد آپ کو شفایاب دیکھوں گا۔ اعجاز کی والدہ آپ کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔ جاوید اور منیرہ کو پیار اور دعا۔ اپنی صحت کے متعلق مجھے لکھتے رہیں تاکہ تسلی رہے اور خیال کی پریشانی دور رہے۔ عطا محمد از سیالکوٹ۔

(مظلوم اقبال صفحہ ۵۷)

علامہ کی وفات کی خبر سن کر آپ تنہا بیٹھے رہتے اور زار زار رویا کرتے تھے اور عام طور پر یہ اشعار پڑھا کرتے ۔

اندھیرا صمد کا مکاں ہو گیا
وہ خورشید روشن نہاں ہو گیا
بیاباں ہماری سرا بن گئی
مسافر، وطن کو رواں ہو گیا
گیا اڑ کے وہ بلبلِ خوش نوا
چمن پائمال خزاں ہو گیا
گرا کٹ کے آنکھوں سے لختِ جگر
مرے صبر کا امتحاں ہو گیا

نماز مترجم (اردو)

Salat-The Muslim Prayer Book (انگریزی) جو اسلام انٹر نیشنل پبلیکیشنز کی شائع کردہ ہے اس کا اردو ترجمہ ضروری ترامیم اور مفید اضافوں، عمدہ ٹائپ سیٹنگ، خوبصورت کمپوزنگ اور دیدہ زیب Cover کے ساتھ شعبہ اشاعت جرمنی نے شائع کیا ہے۔اس میں مکمل نماز مع اردو ترجمہ اور نماز سے متعلق اہم اور بنیادی مسائل آسان فہم اردو زبان میں درج کئے گئے ہیں۔ اردو دان احباب یہ کتاب خرید کر اس سے استفادہ کریں۔ کتاب حاصل کرنے کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کریں:

Verlag Der Islam- Hanauer Landstr-50, 60314 Frankfurt / M. Germany

Tel: (069) 430 59519 - Fax: (069) 437268

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 020-8265-6000

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,
6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال کا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے تعلق

سرسید نے ایک بار کسی کو اُس کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا: "آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جاہل پڑھ کر جب ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے مگر جب اور ترقی کرتا ہے تو فلسفی بننے لگتا ہے۔ پھر ترقی کرے تو اسے صوفی بننا پڑتا ہے جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے؟...... اس کا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں۔ جب صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نورالدین ہو جاتا ہے۔"

اگست ۱۸۹۴ء میں آپؓ نواب بہاولپور کے علاج کے سلسلہ میں بہاولپور تشریف لے گئے۔ نواب صاحب اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے آپ سے کہا: "دراصل تو ہم آپ سے ملاقات کرنا اور قرآن پاک کے معارف سننا چاہتے تھے۔ علاج تو آپ کو بلانے کا ذریعہ بن گیا"۔ نواب صاحب نے آپؓ کو ساٹھ ہزار ایکڑ زمین کی پیشکش کی کہ آپؓ وہیں رہ جائیں لیکن آپؓ یہ پیشکش رڈ کر کے اپنے آقا و مطاع کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔

آپؓ کے دیرینہ مراسم علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء سید میر حسن صاحب کے ساتھ بھی تھے چنانچہ علامہ اقبال بھی آپؓ کی بہت عزت کرتے اور اہم مسائل میں آپؓ سے رجوع کرتے۔ اس بارہ میں ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶؍اگست ۹۹ء میں مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

علامہ اقبال جن دنوں گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے تو اُن کے ایک استاد سر تھامس آرنلڈ نے تثلیث کے عقیدہ کے بارہ میں کہا کہ یہ مسئلہ کسی ایشیائی کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ علامہ اقبال نے یہ سوال حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے سامنے رکھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ مسٹر آرنلڈ کا یہ دعویٰ اگر درست ہے تو خود مسیح علیہ السلام اور تمام حواری بھی ایشیائی تھے...... یہ جواب سن کر مسٹر تھامس خاموش ہو گیا اور بعد ازاں یورپ کی ایک کانفرنس میں اس اعتراض کو پیش کیا لیکن اس کا کوئی جواب نہ مل سکا۔

۱۹۰۹ء میں علامہ نے حضورؓ سے فقہ اسلامی کے بارہ میں چار سوالات دریافت کئے جن کے اصولی جوابات آپؓ نے ارشاد فرمائے۔ ایک سوال تھا کہ کیا کوئی غیر مسلم فرمانروا اپنی مسلمان رعایا کے لئے قانون وضع کر سکتا ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ قانون اسلامی کے اصل الاصول قرآن مجید میں موجود ہیں مگر ان کی تفصیل کو اطاعت اولی الامر کے نیچے رکھا ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اللہ، رسول اور اولی الامر کی اطاعت ضروری ہے۔ اگر اولی الامر صریح مخالف فرمان الٰہی اور فرمان نبوی کرے تو مسلمان بقدر برداشت حکم مانے یا اس کا ملک چھوڑ دے۔

دوسرا سوال تھا کہ کیا کوئی غیر مسلم جج ازروئے قانون اسلامی، مسلمانوں کے مقدمات فیصل کر سکتا ہے؟ فرمایا: غیر مسلم جج جب فرمانروا کی طرف سے ہے تو حقیقتاً فرمانروا ہی جج ہے اور اگر پنچائیتی طور پر ہے تو بھی جائز ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک دفعہ خود فرعون مصر کو اپنے معاملہ میں منصف مقرر فرمایا۔

تیسرا سوال تھا کہ کیا مسلمان ہونے کے لئے شرع محمدی کی پابندی لازمی ہے۔ اگر ہے تو ان مسلمان قوموں کی نسبت کیا حکم ہے جو خود اپنے آپ کو رواج کا پابند ظاہر کرتی ہیں؟ فرمایا: شرع محمدی نام ہے قرآن، احکام نبوی، خلفائے راشدینؓ، صحابہ، ائمہ دین کے فیصلہ پر عملدرآمد کا۔ فتاویٰ عالمگیری بلکہ ہدایہ کے مقدمات و قوانین میں قرآن و حدیث کے ہزارویں حصہ کا ذکر بھی نہیں آتا۔ سیاست مدنی ساری عرف پر مبنی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ان امور کی آزادی میں وقتی ضرورت عرف سے کام لیا گیا ہے۔

چوتھا سوال تھا کہ جو مسلمان ضابطہ اسلامی کے پابند نہیں اُن کے اسلام کی نسبت کیا حکم ہے؟ فرمایا: قرآنی نظریہ کے مطابق ایمان بتدریج ترقی کرتا رہتا ہے۔ پس جو لوگ لاالٰہ الّا اللہ کہتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں وہ ایک حد تک مسلمان ہیں اور جو پابند نماز بھی ہیں وہ پہلوں سے بڑھ کر مسلمان ہیں اور جو زکوٰۃ روزہ اور حج کو بھی ادا کرتے ہیں وہ اور زیادہ پختہ مسلمان ہیں علیٰ ھذا القیاس۔ سب مساوی الایمان نہیں اور ہرگز نہیں۔

ایک بار ڈاکٹر اقبال نے عربی ادب کی اعلیٰ ترین کتب کے بارہ میں حضورؓ سے راہنمائی چاہی تو آپؓ نے ۱۲؍دسمبر ۱۹۱۲ء کو عربی کے ادبی لٹریچر کی ایک فہرست بھجوائی اور لکھا کہ اس امر میں بڑے بڑے ادیب میرے ساتھ ہیں حتیٰ کہ جرمنی کے عربی دان بھی کہتے ہیں کہ عربی کی بہترین کتاب قرآن مجید ہے۔

ایک بار علامہ اقبال نے حضورؓ کے ایک خط کے جواب میں لکھا کہ "ڈریپر مر گیا، اس کا فلسفہ بھی مر گیا۔ یورپ ہر روز نئے فلسفہ کا دلدادہ ہے"۔ حضورؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا یہ کیا بات ہے؟ القاء ہوا انسان پر انسان فنا ہوتا ہے اور نیا بنتا ہے، کیا یہ انسان لغو ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ تبدیلی ہمارا اپنا فعل ہے اور ایک حکمت پر مبنی ہے۔

۱۹۱۳ء میں علامہ نے ایک کشمیری خاندان میں نکاح کیا لیکن کسی نے اُس خاتون کے بارہ میں گمنام خطوط بھیج کر علامہ کو شکوک میں مبتلا کر دیا۔ تحقیق کے بعد خاتون پاک دامن معلوم ہوئی تو علامہ کو رجوع کرنے کے بارہ میں شکوک تھے کیونکہ انہوں نے دل میں طلاق کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ علامہ نے مرزا جلال الدین کو حضورؓ کے پاس قادیان بھیجا اور مسئلہ کا حل دریافت کیا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ شرعاً طلاق نہیں ہوئی لیکن اگر دل میں کوئی شبہ ہو تو دوبارہ نکاح کر لیجئے۔ چنانچہ علامہ کا اس خاتون سے نکاح دوبارہ پڑھا گیا۔

"ملفوظات اقبال" میں علامہ کا اپنا بیان ہے کہ میری والدہ ایک رات درد گردہ سے بیہوش ہو گئیں۔ حکیم نورالدین صاحب قادیان نے صورتحال معلوم ہونے پر ایڑی کے قریب کسی رگ کو دبایا تو والدہ نے آنکھیں کھول دیں۔ حکیم صاحب نے کہا اس وقت تو سینک کرو، صبح علاج ہوگا۔ صبح حکیم صاحب نے والدہ کے لئے چوزہ تجویز کیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ والدہ کو پھر عمر بھر درد گردہ کی شکایت نہ ہوئی۔ جب وہ عرصہ دراز تک چوزہ کھاتے کھاتے تنگ آگئیں تو حکیم صاحب کو لکھا گیا کہ چوزہ کا بدل بتادیں۔ جواب آیا انڈا بدل ہے۔

ایک دفعہ مجھے گاؤٹ کی شکایت ہو گئی۔ علی بخش کو اُن کے پاس بھیجا...... جواب آیا کہ کھانا کھا کر مرغی کے پر کو حلق میں ڈال کر قے کر دو۔ میں کھانا کھا چکا تھا۔ علی بخش مرغی کا پر لایا۔ قے کر دی۔ درد مستقل طور پر جاتا رہا۔

ایک امیر ملک کا غریب بادشاہ

جماعت احمدیہ سویڈن کے ماہنامہ "ربوہ" جولائی ۹۹ء میں سویڈن کے شہنشاہ اور قانونی سربراہ کارل گستاف اور ملکہ سلویا کے بارہ میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ شاہی خاندان کو بین الاقوامی سطح پر سویڈن کی ترجمانی کا فریضہ ادا کرنے کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا تاہم شاہی محل کا کاروبار چلانے کے لئے انہیں حکومت کی جانب سے ایک سو ملین کرونر کا وظیفہ ملتا ہے جو محل کے دو سو سے زائد خدمت گزاروں کو معاوضہ ادا کرنے میں ہی ختم ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس میں سے ستر ملین محل کی دیکھ بھال، جانوروں کے چارہ اور شاہی نوادرات کی جھاڑ پونچھ پر اُٹھ جاتا ہے۔ شاہی مہمانوں کی خاطر مدارات بھی اسی وظیفہ سے کی جاتی ہے۔ کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ شانِ خسروانہ کو برقرار رکھنے کے لئے بادشاہ کو ذاتی رقم خرچ کرنا پڑتی ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ شاہی محل بھی بادشاہ کی ذاتی ملکیت نہیں ہے بلکہ حکومت سویڈن اس کے مالکانہ حقوق رکھتی ہے۔ تاہم بادشاہ سے اس محل کا کوئی کرایہ وصول نہیں کیا جاتا۔ محل اور اس میں موجود شاہی نوادرات کی زیارت کے لئے ہر سال تقریباً سات لاکھ افراد آتے ہیں جن سے محل کو اٹھائیس ملین کرونر کی آمدنی ہوتی ہے۔

شاہ سویڈن کی ذاتی جائیداد ایک سو اسّی ملین کرونر کے لگ بھگ ہے۔ شاہ کے اقتصادی مشیر کے مطابق شاہ اپنی رقم ایسے کاروبار میں لگاتے ہیں جہاں سے آمدنی اگرچہ کم ہو لیکن رقم ڈوبنے کا کوئی خطرہ نہ ہو۔ ملکہ کی ذاتی جائیداد کا تخمینہ آٹھ لاکھ کرونر لگایا گیا ہے۔ البتہ انہیں یہ رعایت حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں شاہی خزانہ سے جڑاؤ ہار اور کنگن عاریۃً لے کر زیب تن کر لیں۔ عموماً وہ سرکاری شاہی تقریبات کے وقت اس سہولت سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔

اگرچہ شاہی خاندان کی جائیداد بہت زیادہ نظر آتی ہے لیکن یہ دنیا کے دیگر شاہی خاندانوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ ملکہ برطانیہ کی جائیداد کا تخمینہ پانچ بلین کرونر لگایا گیا ہے جبکہ ہالینڈ کی ملکہ کی جائیداد اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ بلجیم کا شاہی خاندان جو سویڈن کے شاہی خاندان کا رشتہ دار بھی ہے، کئی گنا زیادہ امیر ہے۔ ویسے بادشاہوں میں امیر ترین برونائی کے سلطان ہیں جن کی جائیداد تین سو بلین کرونر کے لگ بھگ ہے۔

سویڈن کے بادشاہ کو اپنے محل میں کسی قسم کی تبدیلی کی اجازت نہیں۔ چنانچہ خلیج کی جنگ کے دوران جب بادشاہ نے حکومت سویڈن سے درخواست کی کہ انہیں تازہ خبریں سننے کے لئے ایک ڈش انٹینا لگوانے کی اجازت دی جائے تو یہ درخواست نامنظور کر دی گئی کیونکہ اس سے محل کی خوبصورتی پر حرف آتا تھا۔

ماہنامہ "مصباح" ستمبر ۹۹ء کی زینت محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

تمہارے چہرہ کو جب بھی دیکھیں تو اس کو ماہ جبین کہنا
مہکتے بادل کی ہر گھٹا کو، تری ردائے متین کہنا
تمہارے عزم صمیم و راسخ نے ہم کو مسحور کر دیا ہے
ہمیں یہ واجب ہے آج تجھ کو بشارتوں کا مبین کہنا
جو آنسو تُو نے گرا دیئے ہیں وہ دل کی دھرتی پہ جذب ہو کر
ہماری ہستی کی شاخِ گُل کو بنا گئے ہیں حسین کہنا
محبتوں کے رفیق ہو تم، عزیز ہو تم حبیب ہو تم
تمہارے ذہنِ رسا کو طاہر بہت ہی کم ہے ذہین کہنا

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
26/06/2000 – 02/07/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 26th June 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Class No.76, Final Pt With Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.362®
02.10	Documentary : Various Items Presentation of MTA Pakistan ®
03.00	Urdu Class: Lesson No.335® Rec: 13.12.97
04.30	Learning Chinese: Lesson No.172 ®
04.55	Mulaqat With Nasirat and Young Lajna ® Rec:18.06.00
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Kudak No.33
07.05	Dars ul Quran No. 12 Rec:04.02.96
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.362
09.40	Urdu Class: Lesson No.335 Rec.13.12.97 ®
10.55	Indonesian Service: F/S Rec: 11.02.00 with Indonesian Translation
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Norwegian: Lesson No.70
13.05	*Q/A Session with French Speaking Guests Rec:04.06.00 – J/S 2000 Belgium ®*
14.05	Bengali Service: Various Items
15.05	Homeopathy Class: Lesson No.132
16.15	Children's Corner: Lesson No.77, Part 1
16.55	German Service: Various Programmes
18.05	Tilawat, Dars Hadith
18.15	Urdu Class: Lesson No. 336 Rec:17.12.97
19.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.363
20.30	Turkish Programme: Various Items
20.55	*Q/A Session with French Speaking Guests Rec:04.06.00 – J/S 2000 Belgium ®*
21.55	Islamic Teachings: Programme No.6/Part I
22.25	Homeopathy Class: Lesson No.132®
23.30	Learning Norwegian: Lesson No.70 ®

Tuesday 27th June 2000

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Lesson No.77, Part 1
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.363
02.20	MTA Sports: Badminton Final Produced by MTA Pakistan
02.45	Documentary: Wadi Kaghan
03.05	Urdu Class: Lesson No.336 ®
04.25	Learning Norwegian: Lesson No.70 ®
04.55	*Q/A Session with French Speaking Guests®*
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Class: Lesson No.77, Part 1 ®
07.10	Pushto Programme: F/S Rec.04.06.99 With Pushto Translation
08.05	Islamic Teachings: Programme No.6 ®
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.363®
09.50	Urdu Class: Lesson No.336 ®
10.55	Indonesian Service: Various Programmes
12.05	Tilawat, News
12.40	Le Francais C'est Facile: Lesson No.11
13.00	*Q/A Session with Bengali Speaking Guests Rec:03.06.00 – J/S 2000 Belgium*
14.00	Bengali Service: Various Items
15.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.103
16.05	Le Francais C'est Facile: Lesson No.11 ®
16.30	Children's Corner: Yassernal Quran Class, Lesson No.48
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.25	Urdu Class: Lesson No.337 Rec:19.12.97
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No 364
20.45	MTA Norway: 'Jesus in India' – Part 2
21.00	*Q/A Session with Bengali Speaking Guests Rec:03.06.00 – J/S 2000 Belgium ®*
22.00	Hamari Kaenat : Part 51 Produced by MTA Pakistan
22.30	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.103 ®
23.35	Le Francais C'est Facile: Lesson No.11 ®

Wednesday 28th June 2000

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Yassernal Quran ®
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.364 ®
02.10	*Q/A Session with Bengali Speaking Guests®*
03.10	Urdu Class: Lesson No.337 ®
04.30	Le Francais C'est Facile: Lesson No.11 ®
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.103 ®
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Corner: Yassernal Quran ®
07.00	Swahili Programme:Seerat un Nabi (saw) Host: Maulana Abdul Basit Shahid Sahib
08.10	Hamari Kaenat: No.51 ®
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.364 ®
09.45	Urdu Class: Lesson No.337 ®
11.00	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.35	Urdu Asbaaq Lesson No.11
13.05	*Address to Ladies at J/S 2000 Belgium By Hadhrat Khalifatul Masih IV*
14.05	Bengali Service: Various Items
15.10	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.104 Rec:14.12.95
16.15	Urdu Asbaaq: Lesson No.11 ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.30	Urdu Class: Lesson No.338
19.30	Liqaa Ma'al Arab: Session No.365
20.30	French Programme:Source de Lumiere No.13. Production MTA France
20.55	*Address to Ladies at J/S 2000 Belgium ®*
21.55	Lajna Magazine: Perahan
22.20	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.104 ®
23.25	Urdu Asbaaq: Lesson No.11 ®

Thursday 29th June 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Guldasta ®
01.00	Liqaa Ma'al Arab: Session No.365 ®
02.05	*Address to Ladies at J/S 2000 Belgium ®*
03.10	Urdu Class: Lesson No.338 ®
04.20	Urdu Asbaq: Lesson No.11 ®
04.50	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.104 ®
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Guldasta ®
07.00	Sindhi Programme: F/S Rec.01.01.99
08.05	Urdu Adaab Ka Ahmadiyya Dabastan
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.365
10.00	Urdu Class: Lesson No.338 ®
10.55	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No.55 ®
12.55	*Concluding Address to Jalsa 2000 Belgium By Hadhrat Khalifatul Masih IV*
13.55	Bengali Service: F/Sermon Rec: 04.03.94 With Bangali Translation
15.00	Homeopathy Class: Lesson No.133
16.05	Children's Corner: Yassernal Quran Class, Lesson No.49, Produced by MTA Pakistan
16.25	Children's Corner: Prog. Waaf-e-nau
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.20	Urdu Class: Lesson No.339 Rec:24.12.97
19.40	*Concluding Address to Jalsa 2000 Belgium*
20.40	MTA Lifestyle: Al Maidah Presentation of MTA Pakistan
21.00	Tabarukaat: Speech by Maulana Abul-Ata Sahib. J/S 1970
21.54	Quiz History Of Ahmadiyyat No.45 Host: Faheem Ahmad Khadim Sahib
22.35	Homeopathy Class: Lesson No.133 ®
23.40	Learning Arabic: Lesson No.55 ®

Friday 30th June 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Yassernal Quran ®
01.00	*Concluding Address to Jalsa 2000 Belgium*
02.05	Tabarukaat: Speech Jalsa Salana 1970 ®
03.00	Urdu Class: Lesson No.339 ®
04.15	MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04.35	Learning Arabic: Lesson No.55 ®
04.55	Homeopathy Class: Lesson No.133 ®
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner: Yassernal Quran ®
07.05	Quiz; History of Ahmadiyyat No.45 ®
07.50	Saraiky Programme: F/S Rec.06.08.99 With Siraiky Translation
08.45	Liqa Ma'al Arab: Rec.16.03.00 ®
09.50	Urdu Class: Lesson No.339 ®
11.00	Indonesian Service: Tilawat, Hadith,....
11.30	Bengali Service: Various items
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55	Nazm, Darood Shareef
13.00	Friday Sermon
14.00	Documentary: '2nd All Pakistan Industrial Exhibition' 2nd Part of Part one
14.25	*Majlis -e –Irfan : Rec.02.06.00, Belgium With Hadhrat Khalifatul Masih IV*
15.30	Friday Sermon: ®
16.30	Children's Corner: Class No.23, Part 1 Produced by MTA Canada
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class: Lesson No.340 Rec: 26.12.97
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.367
20.45	MTA Belgium: Children's Class, No.39 Host: Naseer Ahmed Shahid Sahib
21.15	Documentary: Trip to '2nd All Pakistan Industrial Exhibition' 2nd Part of Part One
21.40	Friday Sermon : ®
22.55	*Majlis -e –Irfan : Rec.02.06.00, Belgium ®*

Saturday 1st July 2000

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Class No.23, Part 1 ® Produced by MTA Canada Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.367®
02.05	Friday Sermon: ®
03.10	Urdu Class: Lesson No.340 :Rec.26.12.97®
04.20	Computers for Everyone: Part 55
05.00	*Majlis -e –Irfan : Rec.02.06.00, Belgium ®*
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Class No.23, Part 1 ® Produced by MTA Canada
07.30	MTA Mauritius: Various Progs.
08.10	Documentary: 2nd All Pakistan Industrial Exhibition. 2nd Part of Part One
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.367 ®
09.40	Urdu Class: Lesson No.340 ®
10.50	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Danish: Lesson No.33
13.05	*Q/A Session with Dutch Speaking Guests Rec:03.06.00 - Belgium*
14.05	Bengali Service: Various Items
15.05	Quiz: Khutabat-e-Imam From 25th June 1999 Khutbah
15.35	MTA Variety: Entertainment Programme Produced by MTA Pakistan
15.55	Children's Class: With Huzoor (New) Rec:02.06.00 – Rec. in Belgium
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.20	Urdu Class: Lesson No.341 Rec:27/12/97
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.368
20.55	Arabic Programme: Various Items
21.25	Children's Class (New) Rec:02/06/00 ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec. in Begium
22.30	MTA Variety: Entertainment Programme®
23.11	*Q/A Session with Dutch Speaking Guests ®*

Sunday 2nd July 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Quiz Khutabat e Imam
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.368 ®
02.00	Canadian Horizons: Children's Class 43
03.00	Urdu Class: Lesson No.341 ®
04.35	Learning Danish: Lesson No.33 ®
05.00	Children's Class(new) Rec: 02/06/00 Rec. in Belgium ®
06.05	Tilawat, News, Preview
06.55	Quiz Khutbat-e-Imam
07.20	*Q/A Session with Dutch Speaking Guests®*
08.10	MTA Variety:Entertainment programme
08.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.368 ®
09.35	Urdu Class: Lesson No.341 ®
11.00	Indonesian Service: Various Programmes
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Chinese: Lesson No.173 With Usman Chou Sahib
13.15	Q/A Session with Huzoor Rec:21.05.00, in London
14.15	Bengali Service: Various Programmes
15.15	Friday Sermon:
16.30	Childrens' Class: No.77, Final Part
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.10	Urdu Class: Lesson No.342
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.369
20.40	Documentary: Language Institute Rabwah
21.23	Dars ul Quran: Lesson No.13
22.55	Q/A Session with Huzoor ® Rec:21.05.00, in London

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, June 23, 2000 | Issue No. 25

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

افغانستان اور پاکستان میں عیسائیت کا خوفناک طوفان
اور علماء مدارس کا مسیحیوں سے گٹھ جوڑ

پاکستان کے ایک معروف ریسرچ سکالر جناب موسیٰ خاں جلال زئی صاحب نے ’’این جی اوز اور قومی سلامتی کے تقاضے‘‘ کے عنوان سے ایک معلومات آفریں کتاب لکھی ہے جسے پاکستان کے وقیع ترین اشاعتی ادارے ’’فیروز سنز‘‘ نے شائع کیا ہے۔

لاہور کے اخبار ’’دن‘‘ ۲۲؍مئی ۲۰۰۰ء میں اس اہم کتاب کا حسب ذیل اقتباس ہر عاشق رسولؐ اور سچے پاکستانی کے لئے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے اور روح و قلب کو تڑپا دینے والا ہے۔ لکھا ہے:۔

’’این جی اوز کی ایک بڑی تعداد غیر ملکی سفارت خانوں سے کروڑوں روپے فنڈ لے کر ان کے لئے ہر شعبہ زندگی سے متعلق رپورٹیں مرتب کرتی ہے بلکہ بعض تو امداد یا فنڈ دینے والے ممالک کے لئے جاسوسی بھی کرتی ہیں اور ہر حکومتی شعبے کے خلاف تحقیری رپورٹیں ان ممالک کو ارسال کرتی ہیں۔ دیکھا جائے تو زیادہ تر این جی اوز ایسٹ انڈیا کمپنی کا کردار ادا کر رہی ہیں، پاکستان میں فٹ بال یا اس جیسی دوسری صنعتیں جو کچھ سالوں سے کافی ترقی کر رہی تھیں ان این جی اوز نے چائلڈ لیبر کے مسئلہ کو اتنا اچھالا کہ یہ صنعتیں تباہی کے دہانے پر پہنچ گئیں کیونکہ قالین بافی یا فٹ بال کی صنعت میں زیادہ تر بچے کام کرتے ہیں۔ منڈی کو غیر ملکی اشیاء کی فراوانی سے بچانے کے لئے انسانی حقوق کا نام بار بار لیا جاتا ہے۔ امریکہ میں بھی پاکستان کی مصنوعات پر اس لئے پابندی لگادی گئی کہ پاکستان میں بچوں سے مشقت لی جاتی ہے۔ لیکن اس کے درپردہ یہ بات نہیں کہ بچوں سے ہمدردی ہو بلکہ پاکستانی اشیاء کی منڈی میں مقبولیت کے ڈر سے یہ اقدام کیا گیا۔

صوبہ سرحد میں این جی اوز نے ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۹ء تک افغان مہاجرین سے برائے نام ہمدردی کے طور پر دفاتر کھول دئے۔ دو تین سال کی مدت تو ان غیر سرکاری تنظیموں نے مہاجرین کی نفسیات کا مطالعہ کرنے پر صرف کی اور ۱۹۸۶ء تک ان بین الاقوامی این جی اوز کے اہلکاروں نے پشتو اور فارسی زبان سیکھی۔ جن لوگوں نے پشتو زبان سیکھ لی ان میں دو ہزار یہودی اور اسرائیلی باشندے بھی شامل تھے۔ ۱۹۸۵ء میں بعض این جی اوز نے مختلف گروپوں کو انفرادی طور پر پیسہ اور اسلحہ فراہم کرنا شروع کر دیا اور مختلف تنظیموں کے اندر جاسوسی کا ایک مضبوط نیٹ ورک ترتیب دے دیا۔ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۲ء تک ان تنظیموں نے صوبہ سرحد بلوچستان اور افغانستان کے بعض صوبوں میں لوگوں کو عیسائی بنانے کا پروگرام شروع کیا۔

۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۴ء تک مختلف تنظیموں کو بے پناہ اسلحہ فراہم کر دیا گیا جس کی وجہ سے چار سال تک افغانستان میں شدید خانہ جنگی ہوئی اور ہزاروں افراد مارے گئے۔ دوسری طرف کیمپوں کے اندر نوجوان نسل میں ان این جی اوز نے عیسائی مذہب کی کتابیں تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ مقامی عیسائیوں کی مدد سے ان تنظیموں نے ہزاروں افغانوں کو یوکرین کے راستے یورپ بھیج دیا اور انہیں وہاں عیسائی بنایا گیا۔ ۱۹۹۹ء تک ایک اندازے کے مطابق این جی اوز نے تین لاکھ افغان نوجوانوں کو عیسائی بنایا جبکہ پاکستان میں یہ تعداد اس سے زیادہ ہے‘‘۔

قارئین یہ معلوم کر کے یقیناً حیرت زدہ ہو جائیں گے کہ پاکستانی مدارس کے علماء اس تشویشناک صورت حال کے خلاف کوئی اجتماعی اور متحدہ لائحہ عمل تیار کر کے مقابلہ کرنے کی بجائے درپردہ صلیب پرستوں سے گٹھ جوڑ کئے ہوئے ہیں جس کا ایک دستاویزی ثبوت یہ ہے کہ کئی سال سے جہلم کی ایک مشہور درسگاہ ’’مدرسہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جامع مسجد گنبد والی جہلم‘‘ کے علماء نے ۱۹۸۳ء سے ’’سید فاضل شاہ انور قلمکار گجرات‘‘ سے کتابت کروا کے ایک دو ورقہ شائع کر رکھا ہے جس میں ایک طرف تو اہل اسلام سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ تحفظ ناموس رسالت کے لئے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں اور احمدیوں کا تمام لٹریچر ضبط کروائیں۔ دوسری طرف عیسائیوں سے درخواست کی گئی ہے کہ:

’’اے مسیحیو! تم تو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہو آؤ ہمارے ساتھ مل کر ان کے خلاف (یعنی احمدیوں کے خلاف۔ناقل) جہاد کرو‘‘۔

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے ۱۶ ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

آسٹریلیا کے طول و عرض سے چھ سو سے زائد افراد کی شرکت

(رپورٹ: ثاقب محمود عاطف)

(سڈنی): خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا ۱۶واں جلسہ سالانہ اپنی اعلیٰ دینی روایات کے ساتھ مورخہ ۲۲؍تا ۲۴؍اپریل ۲۰۰۰ء کو مسجد بیت الھدیٰ سڈنی میں منعقد ہوا۔ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے اس مرکزی جلسہ میں احباب جماعت دور دراز کے سفر طے کر کے سڈنی پہنچے۔ سڈنی کے علاوہ ایڈیلیڈ، برزبن، میلبورن اور کینبرا کی جماعتوں نے اس جلسہ میں بھرپور شرکت کی۔ سڈنی سے باہر کی جماعتوں میں حاضری کے لحاظ سے میلبورن پہلے نمبر پر، ایڈیلیڈ دوسرے نمبر پر، برزبن تیسرے اور کینبرا چوتھے نمبر پر رہا۔ اس للّٰہی سفر کے لئے کئی احباب (جن میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں) نے ۲۴ گھنٹے کا بس کا سفر طے کیا۔ جلسہ کے دوران حضرت مسیح پاکؑ کے چمن کے ان پھولوں نے مسجد بیت الھدیٰ کے احاطہ کو بہت ہی بارونق بنائے رکھا۔ اور اللہ کے فضل سے ایک عجیب روحانی منظر تھا جو وہاں دکھائی دیتا تھا۔ حاضری کے لحاظ سے بھی یہ جلسہ سالانہ گزشتہ سال سے بہتر رہا۔ گزشتہ سال کی حاضری ۴۲۵۔افراد پر مشتمل تھی جبکہ اس سال خدا کے فضل سے یہ تعداد بڑھ کر ۶۰۰ افراد تک جا پہنچی۔ الحمد للہ۔

جلسہ کی تیاری

جلسہ سالانہ کی تیاریاں کئی ماہ پہلے سے شروع ہو گئی تھیں۔ جملہ امور کو احسن طریق سے سرانجام دینے کے لئے مختلف شعبہ جات قائم کئے گئے جس میں رجسٹریشن، استقبال، حفاظت، ضیافت، تربیت، اسٹیج، رہائش اور تقسیم خوراک وغیرہ کے شعبہ جات شامل تھے۔ خدا کے فضل سے ہر شعبہ کے ناظمین اور معاونین نے نہایت محنت سے کام کیا۔ وقار عمل کے ذریعہ سے بھی بہت کام مکمل کئے گئے جن میں مسجد کی صفائی، کارپارک کی توسیع اور اس کے علاوہ بہت سارے کام شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقار عمل میں انصار اللہ، خدام اور اطفال نے بھرپور حصہ لیا۔ لجنہ نے بھی وقار عمل میں حصہ لیتے ہوئے مسجد کی اندرونی صفائی کا کام سرانجام دیا۔ جلسہ کے دنوں میں اور بعد میں بھی لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت بھرپور طریقہ سے کی اور لنگر خانہ کی ٹیم نے نہایت عمدہ اور لذیذ کھانا تیار کیا۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کی وجہ سے مسجد کو نہایت خوبصورت رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا اور مسجد کے مینار پر رنگ برنگے قمقمے رات کے وقت حسین نظارہ پیش کرتے تھے۔ جلسہ کے اسٹیج کو بھی سادہ اور دلکش انداز میں سجایا گیا۔

جلسہ کے دنوں میں نماز تہجد کے علاوہ باجماعت نمازیں اور درس القرآن باقاعدگی کے ساتھ ہوتا رہا۔

افتتاحی خطاب

پہلے دن مورخہ ۲۲؍اپریل کو جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز مکرم و محترم مولانا محمود احمد شاہد صاحب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ سالانہ کی غرض و غایت بیان کی، آنے والے سب مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جلسہ کے مقدس ایام میں ایک دوسرے سے محبت سے پیش آنے اور ہر وقت ذکر الٰہی کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

محترم امیر صاحب کے خطاب کے بعد جلسہ کی کارروائی مکرم خالد سیف اللہ صاحب کی زیر صدارت جاری رہی۔ اس سلسلہ کی پہلی تقریر مکرم محمد اسلم ناصر صاحب نے ’’ہستی باری تعالیٰ‘‘ کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب مربی سلسلہ میلبورن نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر کی۔ آپ کی تقریر اردو میں تھی۔ اس اجلاس کی تیسری تقریر ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب نے انگریزی میں کی جس کا عنوان تھا "How Islam Helps to Create a Peaceful Home".

دوسرا اجلاس

دوسرے اجلاس کا آغاز مکرم ڈاکٹر منیر احمد عابد صاحب صدر جماعت احمدیہ ایڈیلیڈ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم نیک محمد صاحب نے ’’اسلام میں مالی قربانی کی اہمیت‘‘ پر اردو میں تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم منصور شاہ صاحب

باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔